بقیع
AUGUST 2020
Regd. # MC-1177

ذوالنورین
سیدنا عثمان غنی
رضی اللہ عنہ

مؤلف

حضرت علامہ ابوحماد محمد مختار اشرفی مدظلہ العالی
(مہتمم جامعۃ النور، جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان)

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

ذوالنورین سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ

مؤلف

حضرت علّامہ ابو حماد **محمد مختار اشرفی** مدظلہ العالی

(مہتمم جامعۃ النور، جمعیت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

کتاب	:	ذوالنورین سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ
تالیف	:	حضرت علّامہ مولانا ابوحماد مختار اشرفی مدظلہ العالی
سن اشاعت	:	ذی الحجۃ ۱۴۴۱ھ / اگست ۲۰۲۰ء
تعداد	:	۴۶۰۰
ناشر	:	جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)
		نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی
		فون:021-32439799
خوشخبری	:	www.ishaateislam.net
		پر موجود ہے۔

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

فہرست مضامین

نمبر شمار---------عنوانات-------------------صفحہ

(۱) پیش لفظ ۶
(۲) انتساب ۸
(۳) ابتدائیہ ۹
(۴) خطبۃ الکتاب ۱۱
(۵) اسم، کنیت ولقب ۱۲
(۶) ولادت ۱۳
(۷) نسب ۱۳
(۸) صفتِ خلقیہ (حلیہ مبارکہ) ۱۳
(۹) خاندان وآل اولاد ۱۴
(۱۰) بیٹے ۱۵
(۱۱) بیٹیاں ۱۷
(۱۲) آپ کے بھائی بہن ۱۷
(۱۳) ماں شریک بھائیوں کے نام ۱۸
(۱۴) ماں شریک بہنیں ۱۸
(۱۵) ہجرت حبشہ (پہلی ہجرت) ۱۸
(۱۶) زمانۂ جاہلیت میں ۱۸
(۱۷) قبول اسلام ۲۰
(۱۸) اسلام لانے کا واقعہ ۲۰
(۱۹) خلافت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ ۲۱
(۲۰) جنت کی بشارت (احادیث کی روشنی میں) ۲۲

(۲۱) حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ عشرہ مبشرہ سے ہیں..................... ۲۷
(۲۲) بئرِ رومہ کی خریداری..................... ۲۸
(۲۳) جیش عسرہ کی تیاری..................... ۲۹
(۲۴) مسجد الحرام میں توسیع (۲۶ھ / ۶۴۷ء)..................... ۳۰
(۲۵) مسجد نبوی شریف کی توسیع (۲۹ھ / ۶۵۰ء)..................... ۳۱
(۲۶) آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی شان میں آیاتِ مبارکہ واحادیث مبارکہ..................... ۳۲
(۲۷) حضرت عثمان وابو عبیدہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا..................... ۳۳
(۲۸) منبر رسول کے تین درجے اور حضرت عثمانِ غنی کا عمل..................... ۳۴
(۲۹) مناقب عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بزبانِ علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ..................... ۳۵
(۳۰) حیدرِ کرار رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی زرہ..................... ۳۶
(۳۱) جامع القرآن ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ یا حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ..................... ۳۷
(۳۲) کراماتِ عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ..................... ۳۸
(۳۳) بیعتِ رضوان اور حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ..................... ۳۹
(۳۴) حضرت رقیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کا وصال..................... ۴۲
(۳۵) حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ صوفیاء کی تعلیمات کے ماخذ ہیں..................... ۴۲
(۳۶) اتباعِ نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں مسکرانا..................... ۴۵
(۳۷) ذوالنورین سیّدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ..................... ۴۵
(۳۸) لباس میں سادگی..................... ۴۷
(۳۹) جسم پر سنگریزوں کے نشان..................... ۴۸
(۴۰) حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا خوفِ خدا سے لرزنا..................... ۴۸
(۴۱) حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی شب بیداری..................... ۴۹
(۴۲) صدقہ کرنا..................... ۴۹

(۴۳) جود و کرم ۵۰
(۴۴) فراستِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ ۵۰
(۴۵) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا علم ۵۰
(۴۶) کتابت وحی و علمی مقام ۵۰
(۴۷) حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا صبر ۵۱
(۴۸) حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا حج ۵۱
(۴۹) شہادتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ ۵۱
(۵۰) مروان کا سازشی خط ۵۴
(۵۱) عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ ۵۵
(۵۲) بالآخر شرپسندوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کرلیا ۵۵
(۵۳) شرپسندوں سے خطاب ۵۶
(۵۴) زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۵۷
(۵۵) تجہیز و تکفین ۶۰
(۵۶) منقبت ۶۲

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المھدیین۔

تم پر (میرے بعد) ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کرام میں اگر کوئی مد گندم صدقہ کرتا ہے تو تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے ان کے ایک مُد کے برابر نہیں ہو سکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کوئی ان کے بعد میں آنے والوں میں کیسے مرتبہ پر ہو مگر ایک لحظہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ (صحابی رضی اللہ عنہ) کی مثل ہر گز نہیں ہو سکتا۔

ایک عرصہ دراز سے جمعیت اشاعت اہلسنّت سے وابستگی ہے اور انہی وابستگیوں کے نتیجے میں علماء وصلحاء کا قرب نصیب ہوا ہے۔ جمعیت اشاعت اہلسنّت ایک عرصہ سے مفت اشاعت کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے اور ہر موقع ومناسبت سے علماء وصلحاء کے رسائل قدیمہ وجدیدہ شائع کرتی رہتی ہے مگر میری یاداشت کے مطابق سیّدنا ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما وسیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وسیّدنا حمزہ وسیدتنا فاطمہ الزہراء واماں عائشہ وخدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہن کی سیرت پر مستقل کتابیں شائع ہوئیں ہیں مگر ابھی تک کوئی مستقل کتاب سیرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ پر اشاعت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ ہاں ضمن میں حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا تذکرہ عشرہ مبشرہ میں آتا رہا۔

اسی سوچ کی بناء پر مختلف سالوں کی تقریروں کی تیاری کو کتابی صورت میں مُرتب کرنے کا سوچا تھا مگر ظاہر ہے کہ میں مصنف نہیں۔ اپنی کم علمی وبے مائیگی کا اعتراف بھی ہے مگر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ (شیخ الحدیث ورئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت) کی حوصلہ افزائی سے ایک کتابی صورت دینے کی کوشش کی ہے اور باوجود ایک حادثہ کی دوچار گی کے مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی نے کرم فرمایا اور کتاب کو بالاستیعاب یا اکثر مقامات پر دیکھ کر غلطیوں کی نشاندہی بھی فرمائی۔

اگر کتاب میں کسی سہو پر اطلاع پائیں تو ادارہ ومؤلف کو مطلع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ دارین کی سعادتیں عطا فرمائیں۔

ادارہ اس کو اپنے سلسلہ اشاعت نمبر ۳۱۴ پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ میری اس سعی کو قبول فرمائے۔ ساتھ ہی جمعیت اشاعتِ اہلسنّت کو ہر شعبہ میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین

ابو حماد محمد مختار اشرفی غفرلہ
خادم جامعۃ النور
جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان)

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

الاھداء
الانتساب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس کتاب کو منسوب کرتا ہوں ہر اس شخص کی جانب جو قلبِ سلیم رکھتا ہے، ہر اُس شخص کی جانب جس نے میری توجہ سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت لکھنے کی جانب مبذول کروائی۔ ہر اس شخصیت کی طرف جس نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی عزت وساداتِ کرام رحمہم اللہ کی محبت دلوں میں راسخ کی۔

ابتدائیہ

علامہ **محمد انس قادری** مدظلہ العالی

خلیفۃ الرسول امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو جس ظلم و بربریت کے ساتھ شہید کیا گیا شاید تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ہے، آپ نے صبر و تحمل کا عظیم مظاہرہ فرمایا اور ان محاصرین کے ساتھ قتال کا حکم نہیں دیا کہ کہیں جان کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا شہر مقدس خون کی ہولی سے رنگین نہ ہو جائے، نیز آخر وقت تک آپ انہیں اپنے قتل سے باز رہنے کا ارشاد فرماتے رہے، دوران محاصرہ ایک دن آپ نے بلوائیوں سے وعظ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يا أيها الناس لا تقتلوني واستتيبوني، فوالله لئن قتلتموني لا تصلّون جميعاً أبداً، ولا تجاهدون عدواً جميعاً أبداً، ولتختلفُنَّ حتى تصيروا هكذا وشبك بين أصابعه ثم قال:

اے لوگوں تم مجھے قتل نہ کرو، مجھ سے توبہ کروالو، اللہ کی قسم اگر تم مجھے قتل کروگے تو پھر کبھی بھی تم نہ اکٹھے نماز پڑھ سکوگے اور نہ دشمن سے جہاد کر سکوگے اور تم لوگوں میں اختلاف پیدا جائے گا اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کر کے فرمایا تمہارا حال ایسا ہو جائے گا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَ يٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَ مَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ۞

ترجمہ: اور اے میری قوم تمہیں میری ضد یہ نہ کموادے (براکام کروادے) کہ تم پر پڑے جو پڑا تھا نوح کی قوم یا ہود کی قوم یا صالح کی قوم پر اور لوط کی قوم تو کچھ تم سے دور نہیں (ھود: ۹۰)

(حیاۃ الصحابۃ، ج۳، ص ۱۱۷)

آپ کی زبان حق سے جو بات جاری ہوئی وہ حقیقت میں بدل گئی، بلوائیوں نے آپ کو

شہید کر دیا اور پھر اختلافات کا وہ دروازہ کھلا کہ اب صبحِ قیامت تک بند نہیں ہو گا۔ آپ کی شہادت کے بعد سے ہی خوارج اور روافض کی صف بندیاں شروع ہوئیں اور امت مسلمہ ناگفتہ بہ حالات کا شکار ہو گئی۔ مسلمانوں میں اسلامی لبادے میں وہ لوگ داخل ہوئے جنہوں نے امت کا شیرازہ بکھیر دیا پھر ایک طرف کفار کے ساتھ جہاد کا میدان سجتا تو دوسری طرف اپنے اندر موجود خوارج کے ساتھ مقتل گاہیں قائم ہوتیں۔ یوں امت مسلمہ کی طاقت اور قوت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ گویا آپ کی حیات طیبہ کا امت مسلمہ کو متحد رکھنے میں اہم کردار ہے۔

افسوس صد افسوس تو اس بات پر ہے کہ جس خلیفۃ المسلمین کی شہادت سے امت مسلمہ فتنوں کے بوجھ تلے دب گئی، آج انہیں کے یوم شہادت پر کچھ لوگ جو اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں، عید غدیر منا کر اس بات کا اظہار کر رہے ہیں ہمارے شمار اس قومِ رفض سے ہے جس نے اس امت کے اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کیا ہے۔ الامان والحفیظ۔ اللہ تعالیٰ ان کے شرور سے تمام سنی مسلمانوں کو محفوظ فرمائے۔ آمین

الغرض زیرِ نظر کتاب "ذوالنّورین سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ" اِس عظیم محسنِ امتِ محمدیہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سیرت طیبہ پر مختصر مگر جامع کتاب ہے جو کہ میرے مشفق و مہربان حضرت علامہ ابو حماد محمد مختار اشرفی دامت برکاتہم العالیہ کی قلمی کاوش کا نتیجہ ہے، اللہ تعالیٰ اسے مقبولیت کا درجہ عطا فرمائے۔ راقم کو بے حد خوشی اس بات کی ہے کہ کافی عرصے بعد ایک مرتبہ پھر علامہ صاحب نے میدانِ قلم و قرطاس میں قدم رکھا ہے، امید ہے کہ اس طرح کی مزید قلمی نگارشات ہمیں آئندہ بھی موصول ہوتی رہیں گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صدقے و طفیل حضرت کے علم، عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور آپ کی خدمات دینیہ کو اپنی پاک بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

خطبة الكتاب

الحمدللّٰه والصلوة والسلام على سيّد الانبياء وعلى آله واصحابه الذين اختار اللّٰه لصحبة نبيه صلى الله عليه وسلم خير رجال فى اُمته لا كان ولا يكون مثلهم اجمعين ومن هؤلاء الصحابي الكريم عظيم اليد كريم النفس ابو عبدالله سيّدنا عثمان بن عفان، ثالث الخلفاء الراشدين وأحد العشرة المبشرين بالجنة ورفيق النبى ، واحد السابقين الأولين وصاحب الهجرتين سمى ذالنورين لانه تزوج بنتى النبى صلى الله عليه وسلم وكان رابع اربعة فى الاسلام ۔ انفق ما له فى سبيل الله وجهز جيشا باكمله واشترى بئر رومة ووهبه للمسلمين، كريم لين، شديد الحياء، وهو من اصحاب سيّدنا محمد صلى الله عليه وسلم ومن افضل هذه الامة وابرها قلوبا، واعمقها علما، ومن اقواله ان قلوبنا لو طهرت ما شبعنا من كلام ربنا، وانى لا كره ان ياتى على يوم لا انظر فى المصحف ومن عمله فقد جمع القرآن فى عهده على حرف واحد وهو لا يمل من قراءة القرآن، صلى ليلة بالقرآن كاملا فى ركعة واحدة عند الحجر الاسود ايام الحج۔ وثبت من غير وجه، ان اول قطرة من دمه سقطت عند الشهادة على قوله تعالىٰ "فسيكفيكهم الله وهو السميع العليم"

اللهم اهدنا من سيرة عثمان بن عفان واستعملنا بسيرته

اسم وکنیت، لقب

عثمانُ ابن عفان بن ابی العاص بن اُمَیَّۃَ بن عَبدِ الشَّمْسِ بن عبد مناف القرشی الأموی.(الطبقات لابن سعد)

ان کی والدہ کا نام اَروٰی بنت کُرَیزبن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصیٰ اور اُن کی والدہ یعنی حضرت عثمان کی نانی "اُمِ حکیم البَیضَاء، جو جناب عبد المطلب کی بیٹی اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے والد حضرت عبد اللہ کی جڑواں بہن تھیں گویا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پھوپھی کے نواسے ہیں۔

حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی والدہ اسلام لے آئی تھیں اور حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے دورِ خلافت میں ہی وِصال ہوا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے والد عفان زمانۂ جاہلیت میں انتقال کر گئے تھے۔

کنیت: "ابو عمرو اور ابو عبد اللہ "یعنی زمانۂ جاہلیت میں ابو عمرو کنیت تھی اور جب حضرت رقیہ بنت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے حضرت عبد اللہ کی ولادت ہوئی تو آپ کو مسلمان ابو عبد اللہ کی کنیت سے پکارنے لگے۔

لقب: آپ کا لقب "ذُوالنُّورَین" ہے۔ "سنن بیہقی" میں اس کی وجہ ذکر فرمائی گئی کہ عبد اللہ بن عمر بن ابان الجعفی کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے ماموں حسین الجعفی نے پوچھا کہ اے بیٹے کیا تم جانتے ہو کہ عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو "ذُوالنُّورَین" کیوں کہا گیا؟ تو عرض کی کہ "نہیں جانتا"، تو فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر کسی کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں جمع نہیں ہوئیں سوائے حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ اسی لئے ان کو "ذُوالنُّورَین" کہا جاتا ہے یعنی حضرت رقیہ وام کلثوم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا دونوں ان کے نکاح میں یکے بعد دیگرے آئیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا　　ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

"لو أن لنا ثالثة لَزَوَّجنَا عثمانَ بِهَا "

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میری تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں اس کا نکاح (یکے بعد دیگرے) حضرت عثمان ہی سے کرتا۔

اسی طرح فرمایا: "لو كان عندي ثالثة لزوجتها عثمانَ "

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس تیسری بیٹی ہوتی تو میں عثمان (رضی اللہ عنہ) سے بیاہ دیتا۔

عن علي بن أبي طالب يقول : سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول : " لو أن لي أربعين بنتا زوجت عثمان واحدة بعد واحدة.(كما جاء في اسد الغابة)

فرمایا کہ اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے عثمان (رضی اللہ عنہ) کے نکاح میں دیتا۔

ولادت: آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت مکۃ المکرمہ میں عام الفیل کے چھ برس بعد ہوئی۔

(الأصابہ، اسد الغابہ)

یہ بھی کہا گیا کہ آپ کی ولادت ۵۷۶ء میں طائف میں ہوئی۔ اس طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں تقریباً پانچ چھ برس چھوٹے تھے۔

نسب: آپ رضی اللہ عنہ کا نسب پانچویں پشت میں عبد مناف پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ آپ کا تعلق خاندانِ بنو اُمیہ سے تھا۔ حضرت عثمان بن عفان بن ابو العاص بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن ہاشم بن عبد المطلب بن عبد اللہ بن سیّدنا محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

صفتِ خلقیہ (حلیہ مبارکہ): ابنِ عساکر نے آپ کا حلیہ

مبارکہ یوں بیان کیا ہے: درمیانہ قد، خوش منظر چہرہ، خوبرو، سرخ وسفید رنگ مع نکات جدریہ (چیچک کے نشان) بزرگ ریش یعنی بارعب داڑھی مبارک، چوڑا سینہ ودیدہ زیب موٹی پنڈلیاں، قدرے لمبے بازو جن پر سنہری بالوں کی بہتات تھی، سر کے بال گھنگھریالے، طویل پیشانی، خوبصورت لعل پنکھڑی ہونٹ، دراز گیسو (زلف) جس کے سرے کان کی لوؤں تک پہنچتے۔ بیچ سے تیز (حدب) وباریک طویل (بینی) ناک، اور دانت مبارکہ ہموار تھے۔ آپ کا شمار خوبصورت لوگوں میں ہوتا ہے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جب حضرت اُم کلثوم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کا نکاح حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے کیا تو فرمایا: "میں نے تیرا نکاح اس کے ساتھ کیا جو اَشْبہ (یعنی مشابہ) ہے تیرے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تیرے باپ حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے"۔

(تفریح الاذکیاء فی احوال الانبیاء، صفحہ ۳۸۶)

ابنِ عساکر نے اسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت کیا کہ "رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے گوشت سے بھرا ہوا ایک برتن دے کر حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے گھر بھیجا۔ جب سب واپس ہوا تو اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھ سے دریافت فرمایا کیا تم ان دونوں کے پاس گئے تھے؟ عرض کی جی ہاں میرے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ان دونوں سے بڑھ کر کوئی حسین جوڑا دیکھا؟ میں نے عرض کی "یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بالکل نہیں"۔ (تاریخ الخلفاء بحوالہ تہذیب ابن عساکر، جلد ۱۶، ص ۱۳)

خاندان وآل اولاد

حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کُل نو ازواج تھیں۔

(۱) حضرت رقیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا بنت سیّدنا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ ان کی والدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا ہیں۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے حضرت عبداللہ بن عثمان کی پیدائش ہوئی۔ یہ حضرت اُم کلثوم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے بڑی تھیں۔ ان کا وصال ۲ ہجری میں ہوا۔

(۲) حضرت اُمِ کلثوم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا بنت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ ان کی والدہ بھی حضرت

خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا ہیں۔ ان کا نکاح اس وقت ہوا جب حضرت رقیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کا وصال ہو گیا اور حضرت اُم کلثوم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کا وصال ۹ ہجری میں ہوا۔

(۳) آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی تیسری زوجہ حضرت فاختہ بنت غزوان ہیں۔ یہ عتبہ بن غزوان کی بہن ہیں۔ ان سے حضرت عبد اللہ الاصغر پیدا ہوئے۔

(۴) چوتھی زوجہ اُمّ عَمرو بنتِ جندب الازدیۃ ہیں ان سے عمرو، خالد وأبان و مریم و عمر پیدا ہوئے۔

(۵) پانچویں زوجہ حضرت فاطمہ بنت الولید بن عبد شمس ہیں۔ ان سے ولید وسعید وام سعد پیدا ہوئے۔

(۶) چھٹی زوجہ اُمّ البنین بنت عینیہ بن حِصْن الفزاریہ ہیں اور ان سے عبد اللہ (عبد الملک) کی پیدائش ہوئی۔

(۷) ساتویں زوجہ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ الاموی ہیں اور حضرت رملہ کو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بیعت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ اُن سے عائشہ واُمّ ابان واُمّ عمرو کی پیدائش ہوئی۔

(۸) آٹھویں زوجہ حضرت نائلہ بنت فرافصہ الکلبیہ ہیں وہ نکاح سے قبل نصرانی تھیں پھر اسلام لائیں اور ان کا اسلام احسن اسلام تھا۔ ان سے ایک بیٹی مریم پیدا ہوئیں۔

(۹) نویں اُمّ ولد جو عبد اللہ بن یزید بن ابی سفیان کے پاس تھیں اور ان سے اُمّ البنین پیدا ہوئیں اس طرح آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے نو بیٹے پانچ بیویوں سے تھے۔

بیٹے:

حضرت عبد اللہ حضرت رقیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے تولد ہوئے اور وہ ہجرت سے دو سال قبل پیدا ہوئے تھے۔ ان کی والدہ نے جب حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے ساتھ ہجرت فرمائی تو ساتھ لے گئیں تھیں۔ حضرت عبد اللہ کا وصال مرغ کی ٹھونک کی وجہ سے ہوا جو آپ کے چہرۂ مبارک پر آنکھ کے قریب لگی تھی۔ اس وقت آپ کی عمر چھ سال کی تھی۔

(۲)دوسرے بیٹے عبد اللہ الاصغر ہیں جن کی والدہ فاختہ بنت غزوان بن جابر ہیں۔

(۳)تیسرے بیٹے عمرو جن کی والدہ اُمّ عَمرو بنت جندب ہیں اور عَمرو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت بھی بیان کرتے ہیں اور اسامہ بن زید سے اور ان سے حضرت علی بن الحسین نے روایات بیان کیں ہیں اوران کی شادی رملہ بنت معاویہ بن ابی سفیان سے ہوئی۔ ۸۰ھ میں وصال ہوا۔

(۴)چوتھے بیٹے خالد وہ بھی اُمّ عَمرو بنت جندب کے بطن سے پیدا ہوئے۔

(۵)پانچویں بیٹے اَبان بھی اُمّ عمرو بنت جندب سے تولد ہوئے۔ان کی کنیت ابوسعید تھی۔فقیہ تھے۔عبد الملک بن مروان کے عہد میں سات سال مدینہ شریف کے امیر رہے۔ وہ اپنے والد سے اور زید بن ثابت سے ایک مشہور حدیث شریف روایت کرتے ہیں:"بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم لم يضره شيء في ذلك اليوم أو في تلك الليلة" یہ انہیں کی روایت کردہ ہے جوانہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

ترجمہ: جس نے دن کی ابتداء میں یارات میں "بسم الله الذي لا يضر إلخ" پڑھے اس کواس دن کوئی چیز ضرر نہ دے گی یااس رات میں۔ أو كما قال

اتفاق سے جب اُن کو فالج کا عارضہ پیش آیاتو فرمایا کہ اللہ کی قسم میں یہ دعاپڑھنا بھول گیاتھاتو اللہ کے حکم کے مطابق مجھ پر یہ مرض پیش آیا۔ آپ نے ۱۰۵ھ میں وفات پائی۔

(۶)چھٹے بیٹے عُمران کی والدہ بھی اُم عَمرو بنت جندب تھیں۔

(۷)ساتویں بیٹے الولید ان کی والدہ فاطمہ بنت الولید بن عبد شمس المخزومیہ۔

(۸)آٹھویں بیٹے سعید، ان کی والدہ بھی فاطمہ بنت الولید بن عبد شمس المخزومیہ تھیں۔ آپ ۵۶ھ میں حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان کے دور میں خراسان کے امیر رہے۔

(۹)نویں بیٹے عبد اللہ یاعبد الملک ان کی والدہ کا نام اُمّ البنین بنت عیینہ بن حصن بن

حذیفہ تھیں۔یہ بچپن میں وصال کر گئے تھے۔

بیٹیاں:

سات بیٹیاں پانچ ازواج سے پیدا ہوئیں۔

(۱)مریم ان کی والدہ اُمّ عمرو بنت جندب الازدیۃ ہیں

(۲)اُمِّ سعید ان کی والدہ فاطمہ بنت الولید المخزومیہ ہیں

(۳)عائشہ ان کی والدہ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ ہیں

(۴)مریم بنت عثمان جن کی والدہ نائلہ بنت الفرافصۃ ابن الاحوص ہیں۔

(۵)اُمّ البنین ان کی ماں اُمّ وَلَد تھیں جو عبداللہ بن یزید بن ابی سفیان کے پاس تھیں۔(بحوالہ التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمان)

(۶)اُمّ آبان جن کی والدہ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ ہیں۔

(۷)اُمّ عَمروان کی والدہ بھی رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت آپ کے پاس حضرت رملہ و نائلہ واُمّ البنین وفاختہ تھیں اور اُمّ البنین محصور تھیں۔(رضی اللہ عنھن)

آپ کے بھائی بہن

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بہن کا نام ”آمنہ بنت عفان“ تھا۔زمانۂ جاہلیت میں ماشطہ تھیں۔ ان کی شادی ہشام بن مغیرہ کے غلام حکم بن کیسان سے ہوئی۔ حکم بن کیسان مدینہ میں اسلام لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے اور چوتھی ہجری کی ابتدا میں بئر معونہ والے دن شہید ہوئے اور آمنہ بنت عفان مکہ میں اپنے پرانے مذہب پر تھیں مگر فتح مکہ والے دن ایمان لائیں۔جب ان کی والدہ اور باقی اخوات ایمان لائے تھے اور پھر حضرت ہند بنت عتبہ زوجہ ابی سفیان رضی اللہ عنھا کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اس بات پر بیعت کی کہ ”وہ نہ شرک کریں گی نہ چوری اور نہ ہی زنا“

ماں شریک بھائیوں کے نام

(۱) الولید بن عقبہ بن ابی معیط

(۲) عمارہ بن عقبہ، یہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے تھے۔

(۳) خالد بن عقبہ، یہ بھی فتح مکہ کے دن اسلام لائے تھے۔

ماں شریک بہنیں

(۱) حضرت اُمّ کلثوم بنت عقبہ، یہ مکہ میں اسلام لائیں تھیں۔

(۲) حضرت اُمّ حکیم بنت عقبہ، یہ مکہ میں اسلام لائیں تھیں۔

(۳) حضرت ہند بنت عقبہ، یہ مکہ میں اسلام لائیں تھیں۔

ان سب کی والدہ اَرویٰ تھیں۔

ہجرتِ حبشہ (پہلی ہجرت)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ مسلمانوں میں سب سے پہلے حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اپنی بیوی حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ اس پر اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دعا دی اور فرمایا "اللہ ان دونوں میاں بیوی کے ساتھ ہو" (رواہ ابو یعلی بحوالہ تاریخ الخلفاء، صفحہ ۲۳۲)

حضرت قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ کے لئے جس نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کی وہ حضرت عثمان بن عفان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ہیں، پھر دوسری ہجرت مدینہ منورہ کی طرف فرمائی۔

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت فرمائی۔

(اخرجہ البیہقی کذا فی البدایۃ، رواہ ابن ابی عاصم فی السنۃ)

زمانہ جاہلیت میں

ایامِ جاہلیت میں بھی حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لوگوں میں افضل تھے۔ جاہ و ثروت والے،

شیریں مقال (میٹھا کلام کرنے والے) بہت زیادہ حیاء دار، ان کی قوم کے لوگ اس وقت بھی ان سے شدید محبت کرتے اور ان کی تعظیم کرتے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی بت کو سجدہ نہیں کیا اور نہ کبھی فحش کی آرزو کی۔ اسلام لانے سے قبل کبھی شراب کو ہاتھ تک نہ لگایا، خود فرماتے ہیں کہ "شراب عقل کو لے جاتی ہے" اور نہ کبھی لہو ولعب کی جانب مبذول ہوئے۔

خود فرماتے ہیں:"مَا تَغَنَّيْتُ وَلاَ تَمَنَّيْتُ، وَلاَ مَسَسْتُ ذَكَرِي بِيَمِينِي مُنْذُ بَايَعْتُ بِهَا رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم، وَلاَ شَرِبْتُ خَمْرًا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلاَ إِسْلاَمٍ، وَلاَ زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلاَ فِي إِسْلاَمٍ"(حلية الأولياء لابي نعيم)

ترجمہ: میں نے کبھی گانا نہیں گایا اور نہ ہی چغل خوری کی اور جب سے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بیعت کی میں نے دائیں ہاتھ سے شرمگاہ کو نہیں چھوا اور نہ کبھی اسلام سے پہلے شراب پی نہ ہی اسلام لانے کے بعد اور نہ کبھی زمانہ جاہلیت میں زنا کا ارتکاب کیا اور نہ ہی اسلام لانے کے بعد۔

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے قریش ان کی صفات وعاداتِ کریمہ کی وجہ سے بہت محبت کرتے تھے یہاں تک کہ ایک عربی عورت اپنے بچے کو (لوری دیتے ہوئے) گیت سناتے ہوئے کہہ رہی تھی

أُحِبُّكَ وَالرَّحْمٰن حُبَّ قُرَيشٍ لِعُثْمَانَ.(موسوعة التاريخ الإسلامي)

رحمن کی قسم میں تجھ سے ایسی محبت کرتی ہوں جیسے قریش حضرت عثمان سے محبت کرتے ہیں۔

آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اہلِ قریش میں اعلیٰ اور سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔ قریش کے لوگ آپ کے تجربات سے فائدہ اُٹھاتے تھے۔ آپ بہت بڑے تاجر بھی تھے۔

قبولِ اسلام

آپ آغازِ اسلام میں ہی دولتِ ایمان سے مشرف ہوئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ان خوش نصیب افراد میں سے ہیں جن کو حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اسلام کی دعوت دی۔ حضرت صدیق اکبر و علی مرتضیٰ وزید بن حارثہ و خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہُم کے بعد اسلام لانے میں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درجہ شمار کیا جاتا ہے اور آپ کا شمار اول المہاجرین وسابقین الاولین اور العشرۃ المبشرۃ بالجنۃ میں کیا جاتا ہے۔

اسلام قبول کرتے وقت آپ کی عمر ۳۴ برس کی تھی۔

ابن سعد بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے روایت کیا کہ حضرت عثمان بن عفان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ جب اسلام لائے تو آپ کے چچا الحکم بن ابی العاص بن امیہ نے آپ کو پکڑ کر رسیوں میں جکڑ دیا اور کہنے لگا ”تو نے اپنے آباء واجداد کے دین کو ترک کر کے نئے دین کی طرف رجوع کرلیا ہے، قسم سے میں تجھے نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ تو دین سے اعراض کرلے۔“ (معاذاللہ)

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا ”میں کبھی بھی اپنے دین (حق) کو ترک نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس سے غفلت برت سکتا ہوں۔ جب حکم نے آپ کو استقلال پر دیکھا تو فوراً چھوڑ دیا۔ (طبقات ابنِ سعد، جلد ۳، تہذیب ابن عساکر، جلد ۱۶)

اسلام لانے کا واقعہ

حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ جب شام سے لوٹے تو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں آئے اور کہنے لگے کہ میں جب شام سے آرہا تھا تو ہم ”معان“ و ”زرقاء“ کے درمیان تھے اور آرام کررہے تھے کہ ایک منادی کی آواز سنائی دی کہ اے سونے والوں جاگو کہ بیشک ”احمد“ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) مکہ میں ظاہر ہوچکے ہیں تو ہم مکہ آئے اور فوراً آپ کے پاس آگئے۔ (بحوالہ طبقات ابن سعد)

ابنِ جریر طبری نے لکھا: حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دارِارقم میں آنے سے قبل حضرت عثمانِ غنی

رضی اللہ عنہ اسلام لائے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عثمان! اللہ کی قسم تم ایک سمجھدار آدمی ہو، تم پر حق آشکار ہے، تمہاری قوم جن بتوں کو پوجتی ہے کیا یہ بہرے پتھر نہیں جو نہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں اور نہ نقصان دیتے ہیں نہ ہی نفع؟ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم وہ ایسے ہی ہیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا "یہ محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام خلق کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، کیا تم ان کے پاس ان کی بات سننے آتے ہو؟ کہا کہ "ہاں" تو اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے عثمان! اللہ کی طرف آؤ، اس جنت کی طرف آؤ، بیشک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور تمام مخلوق کی طرف" جب یہ سنا تو فوراً اسلام قبول کیا اور اللہ کی وحدانیت اور معبود ہونے کا اقرار کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی۔

خلافتِ سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ

حضرت اوائل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ نے سیّدنا عثمان ابنِ عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور حیدرِ کرار حضرت سیّدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے مشاورت کے وقت حیدرِ کرار حضرت سیّدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا میں آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرتا ہوں کتاب اللہ پر، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور سیرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم پر۔

حیدرِ کرار حضرت سیّدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا جتنی میری قوت ہوئی۔ میں نے یہی بات سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے دہرائی تو سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس پر راضی ہوا۔ (تاریخ الخلفاء، صفحہ ۲۲۴ تا ۲۲۵)

یہ بھی منقول ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مشاورت کے وقت سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے علیحدگی میں پوچھا کہ اگر میں آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ

کروں تو پھر کس کی بیعت کروں؟ انہوں نے فرمایا تم علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلینا۔ پھر میں نے حیدرِ کرار حضرت سیّدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے علیحدگی میں پوچھا اگر میں آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کروں تو کس کی بیعت کروں؟ انہوں نے فرمایا تم عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلینا۔ پھر میں نے یہی سوال حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے کیا کہ اگر میں ان کی بیعت نہ کروں تو پھر کس کی بیعت کروں؟ انہوں نے مجھ سے فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ کی یا پھر علی رضی اللہ عنہ کی۔ میں نے یہی سوال حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے کیا اور انہوں نے مجھ سے کہا عثمان رضی اللہ عنہ خلافت کے حقدار ہیں۔ پھر میں نے دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مشورہ کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت نے سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ میں نے سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت میں سبقت کی، پھر سب نے اتفاقِ رائے سے سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کردیا۔ (تاریخ الخلفاء، صفحہ ۲۲۵)

جنت کی بشارت (احادیث کی روشنی میں)

آپ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں:

عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِي بِحِفْظِ الْبَابِ فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ. (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۳۶۹۵)

یعنی، حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک باغ میں داخل ہوئے اور مجھے دروازہ کی نگرانی کا حکم دیا تو ایک شخص آیا اور اس نے داخل ہونے کی اجازت چاہی تو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو اندر آنے دو اور جنت کی خوشخبری سنا دو، وہ حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) تھے پھر حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو اندر آنے کی اجازت دو اور جنت کی خوشخبری سنا دو، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اندر آنے دو اور ان کو جنت کی خوشخبری سنا دو۔

عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ وَفِي يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُودٌ يَضْرِبُ بِهِ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَفْتِحُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَذَهَبْتُ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا عُمَرُ فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ أَوْ تَكُونُ فَذَهَبْتُ فَإِذَا عُثْمَانُ فَقُمْتُ فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي قَالَ قَالَ "اللهُ الْمُسْتَعَانُ".(صحیح البخاری، رقم الحدیث:٣٦٩٣)

یعنی، حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ وہ مدینہ کے کسی باغ میں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ تھے اور آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جسے پانی اور مٹی کے درمیان مار رہے تھے ایک شخص آیا اور دروازہ کھولنے کو کہا تو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا دروازہ کھول دو اور اس کو جنت کی خوشخبری دے دو میں دروازہ پر گیا تو دیکھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے میں نے ان کے لئے دروازہ کھول دیا اور جنت کی خوشخبری دے دی پھر دوسرے شخص نے دروازہ کھولنے کو

کہا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اس کے لئے دروازہ کھول دو اور اس کو جنت کی خوشخبری دے دو میں گیا تو دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں میں نے ان کے لئے دروازہ کھول دیا اور ان کو جنت کی خوشخبری دے دی پھر ایک شخص نے دروازہ کھولنے کو کہا اس وقت آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے آپ بیٹھ گئے اور فرمایا کھول دو اور اس کو جنت کی خوشخبری دو اس مصیبت پر جو ان کو پہنچے گی میں نے دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں میں نے دروازہ کھول دیا اور ان کو جنت کی خوشخبری دی اور وہ بھی بیان کر دیا جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تھا انہوں نے کہا اللہ مددگار ہے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَقُلْتُ لَأَلْزَمَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَكُونَنَّ مَعَهُ يَوْمِي هَذَا قَالَ فَجَاءَ الْمَسْجِدَ فَسَأَلَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا خَرَجَ وَوَجَّهَ هَا هُنَا فَخَرَجْتُ عَلَى إِثْرِهِ أَسْأَلُ عَنْهُ حَتَّى دَخَلَ بِئْرَ أَرِيسٍ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ وَبَابُهَا مِنْ جَرِيدٍ حَتَّى قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى بِئْرِ أَرِيسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ لَأَكُونَنَّ بَوَّابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ. فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ ادْخُلْ وَرَسُولُ

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ فِي الْقُفِّ وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَكْتُ أَخِي يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِي فَقُلْتُ إِنْ يُرِدْ اللهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يُرِيدُ أَخَاهُ يَأْتِ بِهِ فَإِذَا إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ ثُمَّ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ هَذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجِئْتُ فَقُلْتُ ادْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهِ وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ إِنْ يُرِدْ اللهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَأْتِ بِهِ فَجَاءَ إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ فَجِئْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ ادْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُكَ فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ فَجَلَسَ وِجَاهَهُ مِنْ الشَّقِّ الْآخَرِ.قَالَ شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَأَوَّلْتُهَا قُبُورَهُمْ.(صحيح البخارى، رقم الحديث:٣٦٧٣)

سعید بن مسیب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے بیان کیا کہا مجھ کو ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے خبر دی کہ انہوں نے ایک دن اپنے گھر میں وضو کیا اور اس ارادہ سے نکلے کہ آج دن بھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر وہ مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے متعلق پوچھا تو وہاں موجود لوگوں نے بتایا کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تو تشریف لے جا چکے ہیں اور آپ اس طرف تشریف لے گئے ہیں چنانچہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے متعلق پوچھتا ہوا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیچھے پیچھے آیا اور آخر میں نے دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (قبا کے قریب) بئر اریس میں داخل ہو رہے ہیں، میں دروازے پر بیٹھ گیا اور اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا تھا۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قضائے حاجت کر چکے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وضو بھی کر لیا تو میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بئر اریس (اس باغ کے کنویں) کی منڈیر پر تشریف فرما ہوئے، اپنی پنڈلیاں مبارک کھول دیں اور کنویں میں پاؤں لٹکائے ہوئے تشریف فرما ہیں۔ میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو سلام کیا اور پھر واپس آ کر باغ کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے سوچا کہ آج رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دربان رہوں گا۔ پھر ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ آئے اور دروازہ کھولنا چاہا میں نے عرض کی کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ابو بکر! میں نے کہا تھوڑی دیر ٹھہر جایئے۔ پھر میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ دروازے پر موجود ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی۔ میں دروازہ پر آیا اور ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے میں نے کہا کہ اندر تشریف لے جایئے اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے۔ ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اندر داخل ہوئے اور اسی کنویں کی منڈیر پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی داہنی طرف بیٹھ گئے اور اپنے دونوں کنویں میں لٹکا لئے جس طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی

ہیئت مبارکہ تھی اور اپنی پنڈلیوں کو بھی کھول دیا۔ پھر میں واپس آکر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ میں آتے وقت اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑ آیا تھا۔ وہ میرے ساتھ آنے والے تھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا: کاش اللہ تعالیٰ فلاں کو خبر دے دیتا۔ ان کی مراد اپنے بھائی سے تھی اور انہیں یہاں پہنچا دیتا۔ اتنے میں کسی صاحب نے دروازہ پر دستک دی میں نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ کہا کہ عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ۔ میں نے عرض کی کہ تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر جایئے چنانچہ میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کے بعد عرض کیا کہ عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ دروازے پر کھڑے ہیں اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اندر آنے کی اجازت ہے اور ان کو جنت کی خوشخبری سنادو، وہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دائیں طرف اپنی پنڈلیاں کھول کر کنویں میں لٹکادیں، وہ منڈیر بھر گئی اور بیٹھنے کی جگہ نہ رہی، پھر حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ آئے میں نے کہا کہ یہاں ٹھہریں میں آپ کیلئے اجازت لے لوں، نبی (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) نے فرمایا کہ ان کو اندر آنے دو اور جنت کی خوشخبری سنادو اس حال میں کہ ان کے ساتھ آزمائش ہوگی جو ان کو پہنچیں گی، وہ اندر آئے ان لوگوں کے پاس بیٹھنے کی جگہ نہ پائی تو وہاں سے پھر کر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے کنویں کے کنارے پر بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلیاں کھول کر کنویں میں لٹکادیں، حضرت ابو موسیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا بیان ہے کہ میں تمنا کرنے لگا کہ میرا بھائی بھی اس وقت آجاتا تاکہ اس کو بھی جنت کی خوشخبری مل جائے، ابن مسیب کہتے ہیں کہ میں نے ان حضرات کے بیٹھنے کی یہ تاویل کی کہ ان کے مزارات اسی طرح بنیں گے جیسے ان کی ہیئت ہے۔

حضرت عثمان عشرہ مبشرہ سے ہیں

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ان دس خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں جن افراد کو

حضور ﷺ نے جنت کی خوشخبری عطا کی ۔اس سے قبل ان احادیث کو ذکر کیا جو مختلف احادیث کی کُتُب میں موجود ہیں۔ حضور ﷺ نے جب ارشاد فرمایا کہ "وَبَشِّرْہ بِالْجَنَّةِ عَلٰی بَلْوٰی تُصیبه أو تکون"یا"مع بلوی تصیبه"کہ خوشخبری دو جنت کی عثمان کو اس آزمائش کے ساتھ جوان کو پہنچے گی ۔اس پر حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا"الله المستعان وعلیه التکلان"اللہ ہی سے مدد چاہی جاتی ہے اوراسی پر بھروسہ ہے۔

اسی طرح"اللهم صبراً"کے الفاظ بھی "بخاری شریف" کی حدیث میں ملتے ہیں۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:وَأَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ إلخ

(سنن اَبی داوٗد،کتاب السنۃ،باب الخلفاء،وسنن ابن ماجہ فی المقدمۃ،باب فضائل اصحاب رسول اللہ ﷺ)

ابو بکر جنتی ہیں اور عمر جنتی ہیں اور عثمان جنتی ہیں اور علی جنتی ہیں طلحہ جنتی ہیں اور زبیر جنتی ہیں اور سعد جنتی ہیں اور عبدالرحمن بن عوف جنتی ہیں۔

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا

اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

بئرِرومہ کی خریداری

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے حضور ﷺ کے فرمان پر کہ "جس نے بئرِ رومہ مسلمانوں کے لئے کھدوایا اس کے لئے جنت ہے" ایک یہودی سے بیس ہزار درہم میں خریدا اور مسلمانوں پر صدقہ کر دیا۔

یہ وہ کنواں تھا جس کے لئے حضور ﷺ نے فرمایا"نعم القلیب قلیب المزنی"

ایک مقام پر فرمایا"نعم الحفیر حفیر المزنی"یعنی رومہ کا کنواں مراد ہے۔

جیش عسرہ کی تیاری

یہ وہی غزوہ ہے جس کو غزوۂ تبوک کہتے ہیں اور اس کا تذکرہ قرآنِ مجید میں سورۂ توبہ کی آیت ۱۱۷ میں بھی آیا ہے "الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ"

ترجمہ: جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں ان کا ساتھ دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جنگ کے لئے لوگوں کو تیاری پر اُبھارا اور مال وسواریوں کے لئے لوگوں کو ترغیب دی۔ بہت کثیر تعداد میں لوگوں نے صدقات جمع کرائے۔ سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا پورا مال جمع کرایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اپنے گھر والوں کے لئے کچھ چھوڑا ہے؟ تو فرمایا ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول کافی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا نصف مال پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ گھر والوں کے لئے کچھ چھوڑا ہے؟ عرض کی کہ نصف مال چھوڑا ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ دوسو اوقیہ لے آئے، حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ ایک تہائی لشکر کا سامان، نوسو پچاس اونٹ اور پچاس گھوڑے سازو سامان کے ساتھ پیش کیا اور بتایا جاتا ہے کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی آستین میں اُس وقت ایک ہزار دینار تھے وہ بھی آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو گود میں اُلٹ پلٹ کرتے اور فرماتے "آج کے بعد عثمان کو کوئی عمل نقصان نہ دے گا اور جس نے جیش عُسرۃ کے لئے مال دیا اس کے لئے جنت ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابۃ، باب مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَى حِرَاءَ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعَلِيٌّ وَعُثْمَانُ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَتَحَرَّكَتْ الصَّخْرَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اهْدَأْ إِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ. (سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۳۶۹۶، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۴۱۷، مسند احمد، رقم الحدیث: ۹۴۳۰)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ أُحُدًا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ. (صحیح البخاری ،رقم الحدیث:۳٦۷۵،سنن أبی داؤد، رقم الحدیث:٤٦٥١، سنن الترمذی، رقم الحدیث:۳٦۹۷، مسند احمد، رقم الحدیث:۱۲۱۰٦)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد پہاڑ پر تھے اور آپ کے ساتھ ابو بکر وعمر وعثمان وعلی وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم تھے اور انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ابو بکر وعمر وعثمان کا تذکرہ ہے۔ جب پہاڑ متزلزل ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پائے اقدس جماتے ہوئے ٹھوکر ماری اور ارشاد فرمایا ٹھہر جا کہ تجھ پر ایک نبی یا صدیق یا شہید کے سوائے کوئی نہیں یا نبی اور صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ایک ٹھوکر میں اُحد کا زلزلہ جاتا رہا
کیا ہی رکھتی ہیں وقار اللہ اکبر ایڑیاں

(حدائق بخشش)

مسجد الحرام میں توسیع (۲٦ھ/٦٤۷ھ)

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من يشتري هذه الربعة ويزيدها في المسجد وله بيت في الجنة! فاشتريتها وزدتها في المسجد.

(کنز العمال:۳٦۱٦، ص ۵۸۲، جامع الاحادیث)

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس مکان کو خرید کر مسجد حرام میں اضافہ کرے اس کے لئے جنت میں گھر ہے۔ پس میں نے اس کو خریدا اور مسجد میں توسیع کر دی۔

مسجد الحرام میں دیوار وغیرہ نہیں تھیں کہ جس سے مسجد کا احاطہ ہوسکے۔ اپنے دور میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیوار تعمیر کرائی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قریب کے مکانات خرید کر توسیع کرائی، پھر اس کے گرد چھوٹی دیوار قائم کی جس پر چراغ وغیرہ رکھے جانے لگے۔ ۲۶ھ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جس وقت خلیفۃ المومنین مقرر ہوئے تو مسجد کے لئے آس پاس کے گھر خرید کر مسجد کی توسیع کی اور مسجد حرام کے ساتھ (دالان) سائبان والا برآمدہ بھی بنایا اور غلافِ کعبہ زمانہ جاہلیت میں جلد (چمڑے) کا ہوتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یمنی کپڑے کا غلاف چڑھایا اور عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے مصری بنے ہوئے کتان (جسے قباطی کہتے ہیں یعنی مصر کی بنی ہوئی عمدہ پاپلین کا غلاف) کا غلاف چڑھایا۔

مسجد نبوی شریف کی توسیع (۲۹ھ / ۶۵۰ء)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارکہ میں مسجد نبوی شریف کچی اینٹوں کی بنی ہوئی تھی اور چھت (پتوں سے صاف) کھجور کی ٹہنی سے بنی تھی اور کھجور کی لکڑی سے ستون بنائے گئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دَور میں مسجد نبوی کا کام ہوا تھا اسی بناء پر دوبارہ بنا دیا گیا۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے اس میں تغیر کے ساتھ توسیع فرمائی اور منقوش پتھر لگائے اور چاندی کا کام کروایا اور ساج کی چھت بنوائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کے مطابق چھ دروازے اسی بناء پر قائم رکھے۔

دوبارہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے دَور میں لوگوں نے مسجد کی تنگی کی شکایت کی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ کیا کہ اس کو دوبارہ تعمیر کرایا جائے۔ پھر لوگوں سے رائے لی اور حدیث بیان کی کہ میں نے سنا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "من بني مسجدا لله بني الله له في الجنة "

جس نے اللہ کی رضا کے لئے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔

اور فرمایا کہ مجھ سے قبل میرے امام حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی طرز پر کام کیا ہے۔ پھر

لوگوں نے حامی بھرلی تو خود مسجد کا کام اپنے ہاتھوں سے کروایا اور دن بھر روزہ رکھتے، رات کا قیام کرتے اور مسجد سے گھر تشریف نہ لے جاتے اور تقریباً ربیع الاوّل ۲۹ھ سے محرم ۳۰ھ تک دس ماہ میں مسجد بنوائی۔

مسجد کی لمبائی ۱۶۰ ذراع اور چورائی ۱۵۰ ذراع تھی۔

آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں آیاتِ مبارکہ واحادیث مبارکہ

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ (الفتح:۴۸/۱۰)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔(کنز الایمان)

لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ یُبَایِعُوۡنَکَ تَحۡتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ.(الفتح:۴۸/۱۸)

ترجمہ: بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے۔(کنز الایمان)

الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡہُ فِیۡ سَاعَۃِ الۡعُسۡرَۃِ.(التوبۃ:۹/۱۱۷)

ترجمہ: جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں ان کا ساتھ دیا۔(کنز الایمان)

قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: اللهم إني قد رضيت عن عثمان فارض عنه.

اے اللہ بیشک میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو۔

غفر الله لك يا عثمان ما قدمت وما أخرت وما أسررت وما أعلنت وما أخفيت وما أبديت وما هو كائن إلى يوم القيامة.

اے عثمان اللہ تمہاری مغفرت فرمائے اس پر جو تم نے آگے بھیجا اور جو تم نے پیچھے چھوڑا اور جو تم نے چھپایا اور جس کا تم نے اعلان کیا اور جو تم نے پوشیدہ رکھا اور جو تم نے ظاہر کیا اور اس پر قیامت تک ہو گا۔

عثمان أحيا أمتي وأكرمها.

عثمان رضی اللہ عنہ امت کے بہت زیادہ حیا فرمانے والے اور شرف والے ہیں۔

عثمان في الجنة.

عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں ہیں۔

عثمان حيي تستحيي منه الملائكة.

عثمان رضی اللہ عنہ حیادار ہیں کہ فرشتے ان سے حیا فرماتے ہیں۔

عثمان رفيقي و معي في الجنة.

عثمان رضی اللہ عنہ میرے ساتھی ہیں اور میرے ساتھ جنت میں ہوں گے۔

عثمان ولی فی الدنیا والآخرة

عثمان رضی اللہ عنہ دنیا وآخرت میں میرے دوست ہیں۔

یا عثمان إنك ستبتلی بعدي فلا تقاتلن.

اے عثمان رضی اللہ عنہ تم میرے بعد آزمائے جاؤ گے پس ہر گز قتال نہ کرنا۔

حضرت عثمان وابو عبیدہ رضی اللہ عنہما

حضرت ابو عبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے (شکر رنجی) کا معاملہ ہوا تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے کہا میں آپ سے تین باتوں میں افضل ہوں۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ کون سی ہیں؟ حضرت ابو عبیدہ گویا ہوئے:

(۱) بیعت رضوان کے دن میں حاضر تھا آپ نہیں تھے۔

(۲) میں بدر میں حاضر تھا آپ نہیں تھے۔

(۳)یومِ اُحد میں میں ثابت تھا آپ کہاں تھے۔

حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا تونے سچ کہا مگر سن!

(۱)بیعت والے دن حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک ضروری کام سے بھیجا تھا اور میری طرف سے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا اور فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور ان کا ہاتھ بہترین ہاتھ ہے۔

(۲)اور بدر والے دن مدینہ شریف میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نائب بنایا تھا اور میں مخالفت حکم رسول کی جرأت نہیں رکھتا اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا مریضہ تھیں۔ میں ان کی خدمت میں مشغول تھا یہاں تک کہ وہ وصال فرما گئیں اور میں نے ان کی تدفین کی۔

(۳)یومِ احد کی بات تو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا اور میرے کام کو شیطان کی طرف منسوب کردیا اور فرمایا: اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَلَّوۡا مِنۡکُمۡ یَوۡمَ الۡتَقَی الۡجَمۡعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسۡتَزَلَّهُمُ الشَّیۡطٰنُ بِبَعۡضِ مَا کَسَبُوۡا ۚ وَ لَقَدۡ عَفَا اللّٰهُ عَنۡهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ حَلِیۡمٌ ﴿۱۵۵﴾ (آل عمران: ۳/۱۵۵)

ترجمہ: بیشک وہ جو تم میں سے پھر گئے جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں انہیں شیطان ہی نے لغزش دی اُن کے بعض اعمال کے باعث اور بیشک اللہ نے انہیں معاف فرمادیا بیشک اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلبہ پاگئے۔

منبرِ رسول کے تین درجے اور عثمانِ غنی کا عمل

مسجد نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں منبر کے تین درجے تھے اور حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم منبر کے سب سے اوپر والے درجہ پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ظاہری وصال ہوا اور سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بالاتفاق خلیفہ تسلیم کیا گیا تو سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا وہ منبر کے دوسرے درجہ پر بیٹھا کرتے تھے اور خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ پھر سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا اور سیّدنا فاروقِ اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر کے تیسرے درجہ پر بیٹھنا شروع کیا اور سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیسرے درجہ پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ پھر سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا اور سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ پر بیٹھنا شروع کیا۔ جب لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں منبر کے دوسرے درجہ پر اس لئے نہیں بیٹھا کہ کہیں لوگ سمجھیں میں سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر ہوں اور منبر کے تیسرے درجہ پر اس لئے نہیں بیٹھا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ میں سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر ہوں اور میں منبر کے پہلے درجہ پر بیٹھا جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھا کرتے تھے اور یہ سب جانتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری کوئی نہیں کر سکتا لہٰذا میرے متعلق بھی یہ گمان نہیں ہو گا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ہشتم، صفحہ ۳۴۳)

مناقب عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ بزبانِ علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں: حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور سب سے زیادہ رب سے ڈرنے والے ہیں۔

میں (علی) اور زبیر و طلحہ و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسے ہیں جیسے رب نے فرمایا:

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴿۴۷﴾ (الحجر:۱۵/۴۷)

ترجمہ: اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لیے آپس میں بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے۔ (کنزالایمان)

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا تو فرمایا: " بیشک عثمان اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ. ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا. ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا وَاللّٰهُ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ "میں سے ہیں۔

ایمان رکھیں اور نیکیاں کریں، پھر ڈریں اور ایمان رکھیں پھر ڈریں اور نیک رہیں اور اللہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔

ذاك امرؤ يدعى في الملأ الأعلى ذو النورين

یعنی، یہ وہ شخصیت ہیں ہ مُلَاِ اعلیٰ کے فرشتوں میں ذوالنورین کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کی زرہ

روایات میں آتا ہے حیدرِ کرار حضرت سیّدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمالیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا تمہارے پاس مہر دینے کے لئے کیا ہے ؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس وقت میرے پاس صرف ایک گھوڑا اور ایک زرہ موجود ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم جاؤ اور اپنی زرہ فروخت کر دو اور اس سے جو رقم ملے وہ لے کر میرے پاس آجانا۔

حیدرِ کرار حضرت سیّدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ لی اور مدینہ منورہ کے بازار میں چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی زرہ لے کر بازار میں کھڑے تھے کہ سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا گزر وہاں سے ہوا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے یہاں کھڑے ہونے کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا میں یہاں اپنی زرہ فروخت کرنے کے لئے کھڑا ہوں۔ سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ چار سو درہم میں خرید لی اور پھر وہ زرہ آپ رضی اللہ عنہ کو تحفتاً دے دی۔

حیدرِ کرار حضرت سیّدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے واپس جاکر تمام ماجرا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا ایثار

دیکھ کران کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور زرہ کی رقم سیّدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو دیتے ہوئے فرمایا اس سے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کے لئے ضروری اشیاء خرید لائیں۔ سیّدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جب تمام اشیاء خرید کرلے آئے تو حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خود آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کا نکاح پڑھایا۔(زرقانی، جلد دوم، صفحہ ۳تا۴)

جامع القرآن ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یا حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

اعلیٰ حضرت، مُجدّدِدِین وملّت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: قرآنِ عظیم کا جامع حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔

اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ (القیامۃ:۷۵/۱۷)

ترجمہ: بیشک ہمارے ذمہ ہے قرآن کا جمع کرنا اور پڑھنا۔

پھر جامعِ عزّوجل کے مظہر اول واتم واکمل حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہوئے اس طور پر کہ قرآن ۲۳ برس تک نازل ہوتا رہا تو ہر بار ارشاد فرماتے کہ فلاں آیت فلاں سورت کی ہے۔ اس کو اس کے پہلے رکھو یا بعد میں۔ پھر صحابہ کرام اسی ترتیب پر نمازوں میں اپنی تلاوتوں میں پڑھتے۔ قرآنِ مجید ایک لغت پر ”لغتِ قریش“ پر نازل ہوا۔ عرب میں مختلف قبائل اور اُن کے لہجے مختلف تھے۔ آخری مرتبہ دور فرمانے اور تکرار کرنے سے اشارہ یہ تھا کہ جو رخصت مختلف لہجوں کی تھی منسوخ ہوگئی اور مختلف پرچوں، بکری کے شانوں وغیرہ میں قرآن لکھا جاچکا تھا مگر یکجا مجتمع نہ تھا۔ صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے دَور میں جنگِ یمامہ میں جب حُفاظ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم شہید ہوئے تو حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی رائے سے صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے قرآن جمع کروایا۔ والحمدللہ رب العالمین۔

سُور قرآنیہ اگرچہ متفرق مواقع سے ایک مجموعہ میں مجتمع ہوگئیں تھیں اور وہ مجموعہ صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، پھر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، پھر اُمّ المومنین حضرت حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کے پاس

تھا مگر تین کام ابھی باقی تھے۔

(۱) ان مجموع صحیفوں کا ایک مصحف میں نقل ہونا۔

(۲) اس مصحف کے نسخے بڑے بڑے اسلام کے شہروں میں تقسیم ہونا۔

(۳) رُخصتِ سابقہ کی بناء پر جو بعض اختلافات لہجہ کے آثار کتابتِ قرآنِ عظیم میں متفرق لوگوں کے پاس تھے اور وہ قرآنِ عظیم کے حقیقی اصل مُنَزل مِن اللہِ ثابت مستقر غیر منسوخ لہجے سے جدا تھے۔ ان کا دفعِ فتنہ کے لئے محو ہونا۔

یہ تینوں کام حفظ، حافظِ حقیقی، جامعِ اَزَلی جلّ جلالہ (اللہ تعالیٰ) نے اپنے تیسرے بندے امیر المومنین ذی النورین عثمان رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ سے لیا اور قرآنِ عظیم کا جمع کرنا حسبِ وعدۂ الٰہیہ تام وکامل ہوا۔ اسی لئے حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کو جامع القرآن کہتے ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۶، ص ۴۵۲)

آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ نے سات مصحف تحریر کروائے اور ایک مکہ مکرمہ، ایک شام، ایک یمن، ایک بحرین، ایک بصرہ اور ایک کوفہ میں بھیج دیا اور ایک مصحف مدینہ منورہ میں رکھ لیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

درِ منثور قرآن کی سلک بہی — زوجِ دو نور عفت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمانِ غنی صاحبِ قمیصِ ہدیٰ — حُلّہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام

کراماتِ عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ

کرامات الاولیاء میں علامہ لاکائی لکھتے ہیں: سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ جہجاہ الغفاری نے حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کے عصا مبارکہ جس سے حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ پہلو پر ٹیک لیتے تھے اپنے گھٹنے پر مار کر توڑ دیا تو اس کے گھٹنے کی جلد پر ایسا زخم ہو گیا جو جسم کو کھا جاتا ہے۔

ایک اور روایت میں بکر بن ایوب وابو قلابہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں شام میں ایک قافلے میں تھا تو میں نے ایک شخص کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا ''یا ویلہ من النار'' میں اس کی

طرف رکا تو اچانک دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ کاندھوں سے کٹے ہوئے تھے اور دونوں پاؤں کوکھ (کمر) سے کٹے ہوئے تھے، وہ اندھا تھا۔ میں نے کہا اے عبد اللہ کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ میں یوم الدار میں حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے پاس جانے والوں میں سے ایک تھا۔ جب میں ان کے قریب گیا تو آپ کی ایک زوجہ نکلی جیسے میرے سامنے آئیں تو میں نے ان کو طمانچہ مار دیا تو حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا "سلب اللہ یدیک" اللہ تیرے ہاتھ کو سلب کرے "ورجليك" اور تیرے دونوں پاؤں "واعمي بصرك" اور تجھے اندھا کردے اور "وادخلك نار جهنم" اور تجھے جہنم کی آگ میں داخل کردے۔

تو مجھ پر کپکپی طاری ہوئی۔ میں دوڑتے ہوئے نکل گیا یہاں رات کو پہنچا تو میرے ساتھ ایسا ہی ہوا جیسے تم دیکھ رہے ہو۔ پس تحقیق اللہ نے ان کی دعا کو قبول فرمالیا اور ان کی میرے خلاف دعا میں صرف نار باقی ہے۔ ابو قلابہ کہتے ہیں "میں نے ارادہ کیا کہ اس کو پاؤں سے روندوں پس میں نے کہا دور رہو "بعدا لك وسحقا" اور برباد ہوجا۔

بیعت رضوان اور حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے چھ ہجری میں عمرہ کی نیت سے احرام باندھا اور وہاں سے کفارِ مکہ نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو روکنے کی کوشش کی۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ ۱۴۰۰ سے ۱۶۰۰ تک تقریباً صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمسفر ہوئے۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک مقام حدیبیہ پر پڑاؤ ڈالا، پھر حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو بلوایا کہ مکہ شریف جاکر اشرافِ قریش سے بات کریں تو حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قریش کے روؤسا اور دشمنی کا تذکرہ کرتے ہوئے عرض کی کہ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ان کی نگاہ میں مجھ سے زیادہ معزز ہیں تو وہ حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو ضرر نہ دیں گے۔

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو بلایا اور ابو سفیان واشرافِ قریش کی طرف بھیجا

کہ اُن کو خبر کردیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کی نیت سے نہیں آئے ہیں بس فقط عمرہ وزیارت کی غرض سے تشریف لائے ہیں۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور آبان بن سعید بن العاص سے راستے میں ملاقات ہوئی (یہ ۷ ہجری میں اسلام لائے تھے) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (جناب) ابوسفیان کے پاس تشریف لائے، جہاں اور بھی سردارانِ قریش بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا پھر انہوں نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو بیت اللہ کا طواف کرلیں۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا" میں اُس وقت تک طواف نہیں کرسکتا جب تک کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم طواف نہ کرلیں" قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قید کرلیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک خبر پہنچی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کردیئے گئے ہیں۔ یہ بھی کہاجاتاہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دس افراد کے ساتھ تھے کہ ان کے اہل سے وہ ملاقات کرلیں مگر ان کے نام کا کہیں ذکر نہیں کیاگیا اور یہ بھی کہاگیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تین روز قید میں رکھاگیا اور ان کے ساتھ دس افراد کی شہادت کی خبر مشہور کردی گئی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تاخیر پر مسلمانوں کو بڑا قلق وصدمہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" لا نبرح حتی نناجز القوم "ہم جب تک حضرت عثمان کے خون کا بدلہ نہ لیں یہاں سے واپس نہ جائیں گے۔ (البدایۃ والنھایۃ، جلد ۴، صفحہ ۱۶۸۔۲۸ بحوالہ ذوالنورین لمحمد رضا، دارالکتب العلمیۃ)

در حقیقت حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت واقع نہ ہوئی تھی۔ اسی خبر کی اشاعت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے بیعت لی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بدلہ کے لئے بیعت لی تھی مگر اپنا دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر رکھا اور فرمایا" اللھم ھذہ عن عثمان في حاجتك وحاجة رسولك "اے اللہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے جو تیری و تیرے رسول کی چاکری میں ہیں۔

اور حدیث شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس کا ذکر یوں ملتاہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا أَمِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ قَالَ فَبَايَعَ النَّاسَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عُثْمَانَ فِي حَاجَةِ اللهِ وَحَاجَةِ رَسُولِهِ فَضَرَبَ بِإِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى فَكَانَتْ يَدُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِنْ أَيْدِيهِمْ لِأَنْفُسِهِمْ. (سنن الترمذی)

یعنی، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کا حکم دیا تو عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیغام بن کر اہل مکہ کے پاس گئے ہوئے تھے۔ چناچہ لوگوں نے بیعت کی پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا عثمان، اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کام سے گیا ہے اور اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا (یعنی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک ہاتھ کو عثمان (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ ٹھہرا کر بیعت کی) اور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہاتھ عثمان (رضی اللہ عنہ) کے لئے لوگوں کے ہاتھ سے بہتر تھا۔

نوٹ: اس بات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی شہادت ملتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت نہیں ہوئی ہے اور اس بیعت کو قرآن میں اللہ جل شانہ نے یوں ارشاد فرمایا: لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ. (الفتح:۴۸/۱۸)

ترجمہ: بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

یعنی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ اقدس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے اپنے ہاتھوں سے کہیں بہتر تھا، پھر جب عثمان غنی تشریف لائے تو خود ان سے

بھی بیعت لی۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال

(تیمارداری بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر غزوۂ بدر میں مالِ غنیمت میں حصہ)

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلانِ نبوت کے بعد ہوا اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال غزوۂ بدر کے دن ۲ ہجری میں ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اذن سے مدینہ شریف میں ٹھہرے رہے۔ اُسی دن حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی تدفین ہوئی جس دن جنگِ بدر میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تھی۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں اجر بدر میں شریک ہونے والوں جیسا عطا کیا گیا یعنی آپ کو بدری صحابہ میں شمار فرمایا۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ صوفیاء کی تعلمیات کے ماخذ ہیں

حضرت داتا گنج بخش سیّد علی عثمان جلابی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''کشف المحجوب'' میں سیّد الطائفہ کے حوالہ سے لکھا کہ تصوف کی بنیاد آٹھ حصوں پر ہے۔
(۱)سخاوت (۲) صبر (۳) اشارہ (۴) غربت (۵) گدڑی (۶) سیاحت (۷) رضا اور (۸) فقر۔
اور ان تمام تر صفات کے متعلق فرمایا کہ یہ سب نبیوں کی اقتدا میں ہیں پھر انہیں تمام تر خصوصیات کے حاملین صحابہ کرام رضوان لالہ علیہم ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نفس کو آزمانے اور ملامت کرنے والے سے داتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک واقعہ بطورِ حکایت نقل فرمایا ہے: ایک دن امیر المومنین سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کھجوروں کے باغ سے اس حال میں تشریف لارہے تھے کہ لکڑیوں کا گٹھا آپ کے سر مبارک پر رکھا ہوا تھا حالانکہ آپ چار سو غلام رکھتے تھے، کسی نے عرض کیا اے امیر المومنین! یہ کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا ''ارید

ان اجرب نفسی ''میں نے چاہا کہ اپنے نفس کا تجربہ کروں۔ اگرچہ یہ کام میرے غلام بھی کرسکتے تھے مگر میں نے چاہا کہ اپنے نفس کی آزمائش کروں تاکہ لوگوں میں جو رُتبہ ہے اس کی وجہ سے یہ نفس کسی کام سے مجھے باز نہ رکھے۔

یہ اثرِ صحابہ، اثباتِ ملامت میں واضح اور صریح ہے۔ (کشف المحجوب، صفحہ ۱۰۷ و ۱۰۸)

کشف المحجوب میں مزید حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا تعارف یوں فرماتے ہیں: تیسرے خلیفہ راشد، مخزنِ حیا، اعبد اھل الصفا متعلق بدرگاہ رضا، متحلی بطریق مصطفیٰ سیّدنا ابو عمرو عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر فرمایا: حضرت عبد اللہ بن رباح اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس دن بلوائیوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کیا ہم امیر المومنین سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے۔ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو ہم نے سوچا دیکھیں کہ وہ کیا کرتے ہیں؟ امام حسن رضی اللہ عنہ نے سلام کیا، پھر بلوائیوں کی حرکت پر اظہار افسوس کیا اور کہا: اے امیر المومنین میں آپ کے حکم کے بغیر مسلمانوں پر تلوار بے نیام نہیں کرسکتا، آپ امام برحق ہیں۔ آپ حکم دیجئے تاکہ آپ سے اس قوم کو دور کروں۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''يا إبن اخی ارجع واجلس في بيتك حتی یاتی الله بامره فلا حاجة لنا في اهراق الدماء''

اے میرے بھائی علی (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے جاؤ اپنے گھر آرام کرو، یہاں تک کہ اللہ کا کوئی حکم وارد ہو۔ ہمارے لئے لوگوں کا خون بہانے کی حاجت نہیں۔

مقامِ خُلّت اور دوستی میں، بلاو مصیبت کے درمیان، تسلیم و رضا کی یہ روشن علامت ہے آپ رضی اللہ عنہ کا یہ طرزِ عمل حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے اس طرزِ عمل کے بالکل مماثل ہے جو ان سے آتش نمرود کی آزمائش کے وقت ظہور میں آیا تھا چنانچہ نمرود ملعون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خاتمہ کرنے کے لئے آگ جلائی اور اس کو گوپھن (منجنیق) میں رکھا گیا تو جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کیا ''هل لك من حاجة'' کیا آپ کو کوئی

حاجت ہے؟ حضرت خلیل علیہ السلام نے فرمایا "اما الیك فلا" بندہ سراپا محتاج ہے لیکن تم سے کوئی حاجت نہیں۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیجئے، فرمایا "حسبی عن سوالی علمه بحالی" حق تعالیٰ میرے سوال سے بے نیاز ہے وہ میری حالت کو جانتا ہے۔ مطلب یہ کہ مجھے اپنا حال عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے وہ جانتا ہے کہ میری درستگی وصلاح کس چیز میں ہے۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا معاملہ بھی بالکل اسی کے مشابہ اور وہ حضرت خلیل علیہ السلام کو منجنیق میں رکھے جانے کے مقام پر تھے اور بلوائیوں کا اجتماع، آتشِ نمرود کے قائم مقام اور امام حسن مجتبیٰ، حضرت جبریل علیہ السلام کی جگہ تھے لیکن ان دونوں واقعہ میں فرق یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس بلا میں نجات ملی تھی اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اس بلا میں شہید ہوئے تھے کیونکہ نجات کا تعلق بقا سے ہے اور شہادت کا تعلق "فنا" سے ہے۔ (فنا وبقا کی تفصیلی بحث "کشف المحجوب" میں ملاحظہ فرمائیں۔

سیر تصوف "شرح تعرف "لمذهب التصوف میں حضرت خواجہ ابوابراہیم بن اسماعیل بن محمد بن عبد اللہ بخاری فرماتے ہیں: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ شہنشاہ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آپ رضی اللہ عنہ کے عقد نکاح میں آئی ہیں اور آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کسی کو یہ فضیلت نہیں۔ یہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا ہی حصہ تھا کہ سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آپ کو نصیب ہوئیں۔ ایک گروہ نے کہا کہ قرآن پاک کو جمع کیا اور ہر رات میں دو رکعت نماز میں قرآنِ کریم ختم فرماتے۔ قرآن نور ہے اور ختمِ قرآن بھی نور ہے اور نیز سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہشت میں بجلی چمکے گی اور جنتی کہیں گے کہ یہ کیسی بجلی ہے؟ بہشت بجلی کی جگہ نہیں ہے، حکم ہو گا کہ یہ برق نہیں ہے بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نعلین پہنی ہے اور پہن کر ایک حجرہ سے دوسرے حجرہ میں جاتے ہیں

کہ یہ ان کی نعلین کی تسموں کا نور ہے۔ (سیر تصوف، جلد دوم، صفحہ ۶۸)

اتباعِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مسکرانا

حضرت حمران بن ابان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے وضو کے لئے پانی منگوایا پھر وضو فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا، پھر اپنے چہرہ کو تین بار دھویا، پھر اپنے ہاتھوں کو تین بار دھویا، سر کا مسح کیا اور پھر دونوں پاؤں کو دھویا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ تم مجھ سے یہ بات نہیں پوچھوگے کہ میں کیوں مسکرایا؟ عرض کی آپ کیوں مسکرائے؟ فرمایا اس لئے کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ وضو کرنے کے بعد یوں ہی مسکرائے تھے تو میں بھی مسکرایا۔ پھر وہ حدیث بیان کی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی تھی۔

ذوالنورین سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حلیۃ الاولیاء نے آپ کا تعارف یوں لکھا: آپ قوم کے تیسرے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کا خوف رکھنے والے، دو ہجرتیں فرمانے والے، قبلتین کی طرف نماز ادا فرمانے والے تھے ۔حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیشک "اذا ما اتقوا وعملوا الصالحات ثم اتقوا وآمنوا ثم اتقوا وأحسنوا" کا پَرتو تھے۔ آپ رات بھر رب کی بارگاہ میں قنوت و سجود کرنے والے، راتوں میں اللہ کی بارگاہ میں قیام کرنے والے، رب کی رحمت کی امید رکھنے والے اور رب کی بارگاہ میں آخرت میں کھڑے ہونے سے ڈرنے والے تھے۔

بیشک آپ رضی اللہ عنہ کے احوال میں اکثر حیاء کی جھلکیاں ہی نظر آتی ہیں۔ دن روزے میں گزارتے اور آپ کو زمائش وبلوی کی خبر پہلے ہی دے دی گئی تھی۔ آپ کو اللہ نے مشورہ ونجویٰ کی نعمت سے نوازا تھا۔

کہا گیا کہ تصوف عمل میں (اکباب) یعنی مسلسل مشغول رہنے کا نام ہے۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ وہ "الذین آمنوا وعملوا الصالحات إلخ "کا مصداق تھے۔

حضرت ابنِ عمر رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ وہ"أمن هو قانت آناء الليل ساجدا وقائما يحذر الآخرة ويرجو رحمة ربه إلخ "
یعنی، کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا۔
کا مصداق تھے۔
حضور صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "عثمان أحيى أمتي وأكرمها" اور "أشد أمتي حياء عثمان بن عفان"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر کے اندر غسل فرماتے تو بھی برہنہ نہ نہاتے اور حیا کی وجہ سے پیٹھ سیدھی نہ فرماتے۔
"حلیۃ الاولیاء" میں زبیر بن عبد اللہ اپنی نانی / دادی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صائم الدھر تھے اور قائم اللیل، مگر رات کے ابتدائی حصہ میں کچھ دیر آرام فرماتے تھے۔

اسی میں روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رات کو ایک رکعت میں سورہ فاتحہ سے پڑھنا شروع کیا اور قرآن مجید پورا ختم کیا، پھر رکوع و سجود کئے یعنی ایک رکعت میں قرآن ختم کیا۔
ابن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ کہتی ہیں جب وہ عثمان بن عفان کے قتل کا ارادہ کرنے والے ان کے گھر کے گرد گھوم رہے تھے، تو انہوں نے کہا: بیشک وہ اس طرح رات کا احیاء فرمانے والوں میں سے ہیں جو ایک رکعت میں قرآن پاک

کا ختم کرتے ہیں۔

تصوّف ”آزمائشوں میں صبر“ کانام ہےاور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت آزمائش کے ساتھ عطا فرمائی تھی۔اس وقت بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے "الله المستعان" فرمایا تھا اور " أسأل الله صبرا"اور" فأنا صابر عليه "کے الفاظ بھی آئے ہیں۔

حضرت احمد بن سنان کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن مہدی سے سناوہ فرماتے ہیں" كان لعثمان شيئآن ليس لأبي بكر ولا عمر مثلهما صبره على نفسه حتى قتل مظلوماً وجمعه الناس على المصحف "عثمان کے لئے دو صفتیں ہیں جن کی مثل ابوبکر وعمر میں بھی نہیں ملتی۔ اپنی ذات پر صبر، یہاں تک کہ مظلوم شہید قتل کردیئے گئے اور مصحف (یعنی قرآن مجید) پر لوگوں کو جمع کرنا۔

مَا ضَرَّ ابْنُ عَفَّانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ.(رواه احمد)

آج کے بعد (قیامت تک) عثمان کو کوئی عمل نقصان نہ دے گا۔

لباس میں سادگی

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اگرچہ مالدار تھے مگر آپ کالباس نہایت سادہ و معمولی ہوتا تھا۔ آپ کی چادر کی قیمت آٹھ درہم سے زیادہ نہ ہوتی۔ ایسے ہی قمیص کی قیمت بھی اتنی ہی ہوتی۔

کبھی بغلۃ مبارکہ (کھچر) پر سوار نظر آتے اور دو کپڑے پیلے رنگ کے زیب تن کئے ہوئے۔

حضرت عبدالملک بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے روزِ مسجد نبوی میں دیکھاتو کوفی چادر میں ملبوس تھے اور عدنی موٹا تہبند باندھاہوا تھااور کبھی جمعہ کے روز

معمولی لباس میں منبر پر ہوتے اور جو نعلین مبارک زیبِ قدم فرماتے وہ باریک تسمے والی اور درمیان سے کٹی ہوئی ہوتی تھی اور مسجد نبوی شریف میں چادر کا تکیہ بنا کر آرام فرماتے۔

جسم پر سنگریزوں کے نشان

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف میں اپنے سرہانے ایک چادر رکھ کر سو رہے تھے، لوگ آئے تو آپ اُٹھ کر بیٹھ جاتے اور جب لوگ چلے جاتے تو آپ رضی اللہ عنہ لیٹ جاتے۔ جو حاجت براری کے لئے آتا آپ ان کی بات نہایت توجہ سے سنتے تھے اور ان کی حاجت بر آری فرماتے تھے۔

اسی طرح آپ دوپہر کا کھانا کھاتے اور مسجد نبوی شریف میں قیلولہ فرماتے تھے اور جب آپ وہاں سے اُٹھتے تو آپ کے جسمِ اقدس پر سنگریزوں کے نشان ہوتے حالانکہ آپ اہلِ مدینہ میں سب سے زیادہ مالدار آدمی تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خوفِ خدا سے لرزنا

حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے دل میں خوفِ خدا بے حد تھا۔ ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے طلبگار رہتے تھے اور اکثر لرزہ طاری رہتا۔ کسی نے وجہ دریافت کی تو فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اگر یہ آسان ہو جائے تو جان کو باقی منازل میں بھی آسانی ہو جائے گی۔

آپ رضی اللہ عنہ جب بھی قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے اور عذاب والی آیت کو پڑھتے تو اللہ کے خوف سے بے اختیار رونا شروع کر دیتے۔ (بحوالہ سیّدنا عثمان بن عفان شخصیت و کارنامے)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا۔ ایک دن آپ نے اس کا کان موڑ دیا تھا، آپ نے محسوس کیا تو اس سے فرمایا: میں نے تمہارا کان موڑا تھا تو میرا کان موڑ لے۔ اس غلام نے آپ کے حکم پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کان پکڑ لیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیزی کے ساتھ

موڑو، کیا ہی اچھا ہے، دنیا میں قصاص کہ آخرت میں بدلہ نہ ہو۔

ایک دن فرمانے لگے: اگر میں جنت و دوزخ کے بیچ میں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ کہاں کا مجھے حکم دیا جائے گا تو میں اس جاننے سے قبل مٹی ہو جانا پسند کر لوں۔

حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی شب بیداری

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ شب زندہ دار تھے اور ایک رکعت میں قرآنِ مجید ختم فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عطا بن ابی رباح فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے لوگوں کو نماز پڑھائی پھر مقامِ ابراہیم کے پیچھے کھڑے ہوئے اور ایک رکعت میں جو کہ وتر تھے پورا کلامِ مجید جمع فرمایا تو آپ کا نام بُتَیراء (ایک رکعت وتر میں پورا قرآن جمع کرنے والا) بطور ضرب المثل کے پڑ گیا۔

صدقہ کرنا

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے مروی ہے حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے زمانۂ اقدس میں قحط پڑ گیا۔ لوگ صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا: کل شام سے قبل اللہ تعالیٰ کشادگی عطا فرمائے گا۔ دوسرے دن صبح کے وقت حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا مال ایک ہزار اونٹ گندم و جَو سے لدے آ گئے۔ مدینہ کے تاجر عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے پاس حاضر ہوئے، عرض کرنے لگے کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس ایک ہزار اونٹ کا غلہ آیا ہے۔ آپ ہمیں بیچ دیں ہم فقراءِ مدینہ کو بیچ دیں گے اور ان پر وسعت کر دیں گے۔ حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے پوچھا: ملکِ شام کے مال پر کتنا نفع دو گے؟ عرض کی دس کے بارہ، آپ نے فرمایا دام بڑھاؤ، عرض کی دس کے چودہ، پھر دس کے پندرہ، آپ نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ دام ملے ہیں، پوچھا کس نے دام زیادہ دیئے ہیں؟ ہم مدینہ شریف کے تاجر ہیں۔ فرمایا مجھے ایک کے دس ملے ہیں کیا تمہارے پاس زیادہ ہے۔ عرض کی "نہیں" فرمایا

اے تاجروں کے گروہ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ یہ سارا مال مدینہ شریف کے فقراء پر صدقہ ہے۔

جودوکرم

حضرت طلحہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ پر حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کے پچاس ہزار درہم قرض تھے۔ایک دن حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ مسجد سے باہر تشریف لائے تو حضرت طلحہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ نے کہا آپ کا مال تیار ہے، لیجئے۔ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ نے فرمایا" ھو لك " یہ تمہارے لئے ہیں۔اے ابو محمد آپ کی مُرُوَّت پر، آپ کی مدد کی خاطر یہ مال آپ کا ہے۔

فراستِ عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ

"لطائفِ اشرفی" میں مخدوم سیّد اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ :ایک شخص حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کے پاس آیا،راستے میں اس نے ایک عورت کو بنظرِ شہوت دیکھا تو آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ نے فرمایا"يدخل علی أحدكم وأثر الزنا ظاهر في عينيه" تم میں داخل ہونے والا ایک شخص ایسا ہے جس کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہے۔ آدمی کہنے لگا کیا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے بعد وحی کا سلسلہ جاری ہے ؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر نورِ فراست جاری ہے۔(لطائف اشرفی، لطیفہ ۵۳، تذکرہ چہارم، حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان کے مناقب)

حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کا علم

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ صحابہ کرام میں سب سے زیادہ مناسِک کا علم رکھتے تھے پھر ان کے بعد ابن عمر رَضِیَ اللہُ عَنۡهُمَا۔

کتابتِ وحی وعلمی مقام

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنۡهَا سے حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کے متعلق پوچھا گیا کہ اُن کے متعلق وہ کچھ ارشاد فرمائیں کیونکہ کچھ لوگ انہیں بُرا بھلا کہتے ہیں تو فرمایا کہ " لعن

اللہ من لعنہ" اللہ اس پر لعنت کرے جو ان کو لعن طعن کرتا ہے۔ پس اللہ کی قسم وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری جانب پشت مبارک کو ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام وحی لے کر حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمارہے تھے اے عُثیم لکھو: "اللہ تبارک وتعالیٰ (کسی بندہ کو) اس منزل ومقام پر نہیں رکھتا مگر اس کو جو اللہ ورسول کی تکریم کرنے والا ہو"۔ (یعنی کتابتِ وحی پر) (مسند احمد، ۲۴۹۷۹)

اسی طرح حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف فرما ہوتے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کی داہنی جانب اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کی بائیں جانب ہوتے جبکہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے تشریف فرما ہوتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راز لکھا کرتے۔ (یعنی وحی یا حدیث)

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا صبر

حضرت ابو سہلہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے غلام کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے سرگوشی فرماتے تھے اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا رنگ تبدیل ہوتا تھا۔ جب حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ گھر میں محصور ہوئے تو ہم نے عرض کی کہ آپ جنگ نہیں فرماتے (قتال نہیں فرماتے) فرمایا نہیں۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا ہے ایک معاملے میں اور میں خود اس پر صبر کرنے والا ہوں۔ (مشکوۃ، ۶۰۲۹)

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا حج

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی حج ادا کئے اور آخری سال شہادت والے سال میں حج نہیں کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے ہمراہ حج پر روانہ ہوئے تھے۔

شہادتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر رسولِ مکرم، شفیع معظم، اللہ کی عطا سے غیب

کی خبریں لانے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی دے دی تھی یہاں تک کہ فتنوں کے ظہور کے وقت حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے حق پر ہونے کی خبریں اَظہر مِن الشَّمس گردش کررہی تھیں۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر کیا اور بہت بڑے فتنوں کے عنقریب ظہور کی خبر دی، فرمایا: پھر ایک شخص وہاں سے گزرے، ایک لحاف میں لپٹے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اُس دن حق پر ہوں گے۔ کعب بن عجرہ کہتے ہیں میں تیزی سے ان کی طرف گیا اور ان کو پہلوؤں سے پکڑ کر عرض کی یہ ہیں: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا: یہ ہی ہیں، وہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ تھے۔

ایک روایت میں فرمایا: میرے بعد تم فتنوں اور اختلافات کا سامنا کروگے۔ قائل نے عرض کی کہ اس دن ہمارے لئے کون ہو گا؟ (جس کی پیروی کریں) فرمایا: "اور وہ اشارہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی طرف فرمارہے تھے۔"

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان! بیشک اللہ تعالیٰ تجھے ایک قمیص (یعنی خلافت) عطا فرمائے گا، منافقین اُسے اتارنے کی کوشش کریں گے مگر تم اُسے نہ اُتارنا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فرماتے ہیں:

یعنی عثمان صاحبِ قمیصِ ھُدیٰ   حُلّہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام
(حدائقِ بخشش)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گویا پہلے عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبریں ارشاد فرمادی تھیں اور فرمایا تھا کہ انہیں مظلوم شہید کیا جائے گا۔

سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو ناحق شہید کیا گیا اور اس کے اسباب والزامات کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ حاسدین کے حسد کا اظہار تھا جو دین اسلام کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔ یہ ان کے شر وفساد کا نتیجہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ پر مفسدین نے الزامات لگائے

اور بالآخر سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنے والے لوگ عبد اللہ بن سبا کے پیروکار تھے ۔عبد اللہ بن سبا بصرہ میں منافقین کا ایک گروہ تیار کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ آیا اور بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے خلاف سازشیں کرتا رہا۔ مدینہ شریف میں ناکامی پر بصرہ چلا گیا وہاں عبد اللہ بن سبا نے لوگوں کو اہل بیت اطہار کی محبت کے نام پر ترغیب دلاتے ہوئے سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف ورغلانے کا عمل شروع کیا اور سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتا کہ انہوں نے خاندان اور قبیلہ والوں کو گورنر بنالیا ہے۔

اس کا دوسرا ہتھیار یہ تھا کہ وہ کہتا کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ خلافت کا منصب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ہونا چاہیے۔

یہ بات دراصل انتشار پیدا کرنے کے لئے کی جاتی تھی، پھر کوفہ کے لوگوں میں مذموم مقاصد جاری رکھتے ہوئے شام کی طرف گیا اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہنے لگا اور ظاہری طور پر خدمت کرتے ہوئے ان کا اعتماد حاصل کیا اور انہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف من گھڑت باتیں سناتا رہا۔ یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کو آمادہ کرلیا کہ وہ حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ شریف بھجوادیا۔ اس عمل سے ابنِ سبا اپنے مذموم ارادوں کی تکمیل کا موقع مل گیا۔ اس بات کو اس نے خوب اُچھالا اور لوگوں کو قائل کرنے کی کوشش کی کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شکایت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے حج

کے موسم میں کریں کہ (معاذاللہ) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ انصاف نہیں کرتے۔

عبد اللہ بن سبا ملعون کے مشہور پیروکار خالد بن ملجم، سودان بن حمران، کنانہ بن بشیر جیسے لوگ تھے جو اس کے اشارے پر کوئی بھی قدم اُٹھانے کے لئے تیار تھے۔

عبد اللہ بن سبا اپنے پیروکاروں سے مل کر سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ گورنروں کے خلاف من گھڑت دستاویزات تیار کرکے لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرتا رہا۔

جوں ہی حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو اس کی شر انگیزیوں کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب کیا اور لوگوں کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بصرہ جبکہ حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شام بھیجا کہ وہاں کا جائزہ لیں۔

ان حضرات نے جائزہ لے کر سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ الزامات محض من گھڑت اور بے بنیاد ہیں۔ (تاریخ ابنِ خلدون، جلد اول ملخصًا)

مروان کا سازشی خط

سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا چچازاد مروان بن الحکم جو مصر کا سابق گورنر تھا۔ انتہائی شاطر و شر پسند تھا اور مصر کی گورنری سے معزولی پر کبیدہ خاطر تھا جیسے ہی اسے سے معلوم ہوا کہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو نیا گورنر بنایا ہے تو چالاکی سے ایک "نقلی خط" تیار کیا جس میں عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے نام پیغام لکھا "محمد بن ابی بکر اور فلاں فلاں چھ بندے جیسے ہی تمہارے پاس پہنچیں ان کا سر قلم کر دینا" اور سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی جعلی مہر بھی لگا دی۔ مروان بن الحکم کا خط جو شخص مصر سے حضرت عبد اللہ بن سعد بن

ابی سرح رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر جارہا تھا اسے راستہ میں شر پسندوں نے پکڑ لیا۔ اس سے دریافت کیا کدھر جارہا ہے؟ اس نے (جھوٹ) کہا کہ سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا پیغام لے کر جارہا ہوں۔ شر پسندوں نے وہ خط پکڑ لیا اور طیش میں آگئے۔ واپس مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کو وہ خط دیتے ہوئے کہا کہ (معاذ اللہ) سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے دھوکا کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مجھے تو یہ تم لوگوں کی چال لگتی ہے کیوں کہ تمہارے ارادے ٹھیک نہیں ہیں۔ شر پسندوں نے کہا جو بھی ہو ہم حضرت عثمان کو ہٹا کر ہی دم لیں گے۔ ان کے تیور دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا صبر سے کام لو، میں تفتیش کرتا ہوں کہ یہ خط کس نے لکھا؟ سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں گئے اور وہ خط دکھایا۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے اس خط سے لاتعلقی کا اظہار کیا اور قسم کھا کر کہا "میرا دامن اس سازش سے پاک ہے"

عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ

سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے شر پسندوں نے مروان کا مطالبہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی نرم طبیعت کی وجہ سے مروان بن الحکم کو شر پسندوں کے حوالے نہ کیا۔ شر پسندوں نے مدینہ شریف میں ڈیرے ڈال لیے اور جنگ کی دھمکیاں دینے لگے مگر عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں چاہوں تو مسلمانوں کو اکٹھا کر کے تمہیں صفحہ ہستی سے مٹا دوں مگر میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر تلوار اُٹھائے اور اُمتِ مسلمہ انتشار کا شکار ہو۔

بالآخر شر پسندوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا

یہ محاصرہ چالیس دن تک رہا۔ شر پسندوں نے آپ کے مکان کا پانی بھی بند کر دیا

مگر آپ رضی اللہ عنہ نے سختی سے منع کر دیا کہ کوئی تلوار نہ اُٹھائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبد اللہ بن زبیر و عبد اللہ بن عامر بن کریز، حضرت زید بن ثابت و سعید بن العاص، حضرت عبد اللہ بن سلام، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہم سبھی نے اجازت طلب کی کہ ہمیں دشمن عناصر کے خلاف تلوار اُٹھانے کی اجازت دی جائے مگر سبھی کو مدینہ شریف میں خون بہانے سے روک دیا اور فرمایا: "میں جنگ نہیں چاہتا"

آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی کہ ہم جنگ کرتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ حق پر ہیں یا آپ رضی اللہ عنہ یہاں سے نکل کر مکہ مکرمہ چلے جائیں کہ وہاں جب تک رہیں گے یہ آپ کے خون کو وہاں حلال نہ سمجھیں گے۔ تیسرا یہ کہ آپ ملک شام چلے جائیں ملک شام کے لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں وہ پہلا شخص نہیں ہونا چاہتا جو امت میں خونریزی کرے اور اگر میں مکہ مکرمہ گیا تو مجھے ڈر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے قریش کا جو آدمی مکہ مکرمہ میں بے دینی کرے گا اس پر تمام عالم کا آدھا عذاب ہو گا۔ میرے نفس کا کیا اعتبار اور جہاں تک بات ہے ملک شام جانے کی تو میں مدینہ منورہ چھوڑ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی سے محروم نہیں ہونا چاہتا"۔ (البدایہ والنھایہ)

سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے سیّدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو امیر حج بنایا اور ایک مکتوب بھی دیا کہ حج کے موقع پر اس خط کو پڑھنا۔

شرپسندوں سے خطاب

حضرت سیّدنا ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ کسی مصلحتی کوشش سے شرپسند ارادوں سے باز نہیں آرہے تو مکان کی چھت پر تشریف لائے اور شرپسندوں سے

خطاب فرمایا: "امابعد! تم جانتے ہو مسجد نبوی شریف کی جگہ کم تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے عوض کون مسجد نبوی سے ملحقہ زمین خرید کر مسجد کے لئے وقف کرے گا۔ میں نے وہ زمین خریدی اور وقف کی۔ جس وقت مدینہ شریف میں پانی کھاری تھا ایک کنواں یہودی کے پاس تھا میں نے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کیا تم میرے گھر والوں کو پیاسا رکھتے ہو۔

ایک اور خطاب میں فرمایا کہ: "امابعد! تین لوگوں کے علاوہ کسی کا قتل جائز نہیں۔ اول زانی، دوم مرتد، سوم قاتل۔ کیا تم ان جرموں میں مجھے مرتکب پاتے ہو جو مجھے قتل کرنے کے درپے ہو۔ اگر مجھے قتل کروگے تو اللہ عزّوجل میرے بعد تم میں کبھی اتفاق پیدا نہیں کرے گا اور تمہارے اختلافات کبھی ختم نہ ہوں گے۔"

زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس دن حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ پر بلوائیوں نے محاصرہ کیا تو آپ کے گھر کا پانی بند کر دیا۔ میں اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور آپ رضی اللہ عنہ روزہ سے تھے۔ میں نے عرض کی کہ آپ کے لئے پانی کا اہتمام کروں۔ آپ نے فرمایا: "آج مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عثمان (رضی اللہ عنہ) ان بدبختوں نے تیرا پانی بھی بند کر دیا اور تو پیاس میں ہے۔ میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ درست فرمارہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈول میں ٹھنڈا پانی عطا فرمایا جس سے میں سیراب ہو گیا پھر فرمایا: اگر تم کہو تو ان شرپسندوں کے مقابلے میں تمہاری مدد کروں یا تم میرے پاس آکر روزہ افطار کروگے۔ میں نے عرض کیا کہ اس سے بڑی کیا خوش نصیبی ہوگی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

روزہ افطار کروں۔ اور اسی دن آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو شہید کر دیا گیا۔

۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ بروزِ جمعہ سیّدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی زوجہ حضرت نائلہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا بھی آپ کے پاس موجود تھیں۔ چند شر پسند مکان کی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوئے۔ ان میں محمد بن ابی بکر بھی تھے وہ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے ایک جملے پر واپس چلے گئے۔ ایسے وقت میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی حفاظت کے لئے دروازہ پر تعینات حضرت سیّدنا امام حسن و حسین وحضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ بھی تھے اور انہوں نے دروازہ پر شر پسندوں کو روکا اور پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا اور حضرت عبد اللہ بن سلام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ”اے لوگو! میں تمہیں اللہ عزّوجل کے قہر سے ڈراتا ہوں۔ اگر تم نے عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو قتل کر دیا تو اس کی معافی تمہیں کبھی نہیں ملے گی اور اللہ عزّوجل ایک عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے بدلے اسی ہزار کو قتل کرے گا جب تک عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ زندہ ہیں مدینہ منورہ کی حفاظت فرشتے کر رہے ہیں۔

حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھ سے عہد لیا تھا میں آج بھی اس عہد پر قائم ہوں۔

مورخین نے لکھا کہ قتلِ عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے لئے سودان بن حمران اور قتیرہ آگے بڑھے۔ اسی دوران غافقی جس کے ہاتھ میں لوہے کا ہتھیار تھا اس نے وہ ہتھیار آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے سر پر دے مارا۔ اس دوران سودان بن حمران تلوار لے کر آگے بڑھا اور تلوار کا وار کیا جسے آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے ہاتھ سے روکا اور ہاتھ کٹ کر گر پڑا جس پر آپ نے فرمایا: یہ وہ

ہاتھ تھا جس سے میں وحی لکھتا تھا راہِ حق میں کٹ گیا۔ یہ وہی ہاتھ ہے جس سے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔

اسی دوران ایک اور ظالم نے آپ رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر برچھی سے زخم لگایا اور پھر لگاتار وار کرتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے قرآن رکھا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خونِ مبارک کا پہلا قطرہ جس آیتِ مبارکہ پر گرا وہ یہ تھی:

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۳۷﴾ (البقرۃ:۲/۱۳۷)

ترجمہ: تمہارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور زمین پر تشریف لے آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے غلام جو چھت پر تھے شور سن کر آئے اور ایک غلام نے سودان بن حمران پر حملہ کرکے اسے قتل کردیا۔ ایک غلام نے قتیرہ پر حملہ کیا مگر وہ غلام خود اس حملے میں شہید ہوگئے۔ ایک اور غلام نے قتیرہ کو بھی قتل کردیا۔ اس حملہ کے متعلق امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ بوقت عصر آپ رضی اللہ عنہ تلاوتِ کلام پاک فرمارہے تھے آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو بچانے کی کوشش کی جس میں آپ رضی اللہ عنہا کی انگلیاں شہید ہوگئیں یا شدید زخمی ہوگئیں اور اس حملہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے حبشی غلام نے کنانہ بن بشیر کو قتل کردیا۔ پھر سودان بن حمران نے اس حبشی غلام کو شہید کردیا۔

ایک اور مؤرخ کے مطابق کنانہ بن بشیر نے پہلا حملہ کا کیا جس سے آپ رضی اللہ عنہ زخمی ہوگئے اس کے بعد سودان بن حمران نے آپ رضی اللہ عنہ پر تلوار کا وار کرکے آپ رضی اللہ عنہ کو

شہید کر دیا۔ پھر عمرو بن حمق آگے بڑھا اور سینہ مبارکہ پر چڑھ کر نیزے سے زخم لگائے اور عمیر بن صنابی آگے بڑھا اور ٹھوکریں مارنا شروع کیں جس سے آپ کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ آپ کی زوجہ حضرت نائلہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا بھاگ کر چھت پر گئیں اور چہرہ پر کپڑا رکھ کر اعلان کیا: ”اے لوگو! امیر المومنین کو شہید کر دیا گیا ہے“۔

إنا لله وإنا إليه راجعون. (تاریخ طبری جلد سوم، وابن خلدون، جلد اول)

تجہیز و تکفین

تاریخ میں لکھا ہے کہ سیّدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو شہید کرنے کے بعد ان کا جسم مبارک تین دن تک بغیر کفن کے رہا۔ تین دن کے بعد کچھ جانثاروں نے اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر رات کے اندھیرے میں گھر میں داخل ہو کر جسمِ اقدس کو غسل دیا اور کفن پہنا کر جنت البقیع (حش کوکب) لے گئے، وہیں تدفین ہوئی مگر بعض روایتوں میں ہے کہ آپ کو بغیر غسل انہی کپڑوں میں دفن کیا گیا۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی نمازِ جنازہ شہادت کے چوتھے دن جبیر بن معطم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے پڑھائی۔ سیّدنا امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے قبر میں اتارا۔

مسند امام احمد میں منقول ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی نمازِ جنازہ زبیر بن العوام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے پڑھائی مگر ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں لکھا کہ اُسی رات مغرب یا عشاء کے بعد آپ کو غسل دیا گیا اور حش کوکب میں جنت البقیع میں تدفین ہوئی اور کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اس میں شریک ہوئے۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے جنازہ میں ۷۰ افراد شامل تھے مگر جب تدفین کے لئے لوگ

جارہے تھے تو لوگوں نے ایک سواروں کی جماعت کو دیکھا وہ جنازہ چھوڑ کر جانے لگے تو سواروں کے سردار نے کہا ہم سے ڈرو نہیں ہم ان کی تدفین میں شامل ہونے آئے ہیں۔

جو لوگ آپ کی تدفین میں شامل تھے وہ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ وہ سوار حقیقت میں ملائکہ تھے۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ میں جنت البقیع کی طرف تھے آپ اس کے اس حصے کی جانب گئے جسے ''حش کواکب'' کہا جاتا ہے فرمایا کہ ''عنقریب یہاں ایک مردِ صالح کو دفن کیا جائے گا''

آپ رضی اللہ عنہ کی تدفین اسی ''حش کواکب'' میں ہوئی۔ اس حصہ کو بعد میں جنت البقیع میں شامل کر لیا گیا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیّدنا عثمانِ بن عفان رضی اللہ عنہ کو جس وقت شہید کیا گیا اس وقت غیب سے آواز آئی: ''عثمان تمہیں اللہ سے ملاقات مبارک ہو اور تمہیں راحت و سکون مبارک ہو''

ابو معشر کہتے ہیں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت ۱۸ ذی الحجہ بروز جمعہ ۳۵ھ میں ہوئی۔

کُل مدت خلافت بارہ دن کم بارہ سال ہے۔ (مسند احمد، حدیث ۵۱۴)

قتادہ کہتے ہیں کہ شہادت کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عمر ۹۰ یا ۸۸ سال تھی۔

اللہ سے کیا پیار ہے عثمانِ غنی کا

استادِ زمن حضرت علّامہ مولانا حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ

اللہ سے کیا پیار ہے عثمانِ غنی کا
محبوبِ خدا ہے یار ہے عثمانِ غنی کا
رنگین وہ رُخسار ہے عثمانِ غنی کا
بلبل گل گلزار ہے عثمانِ غنی کا
گرمی پہ یہ بازار ہے عثمانِ غنی کا
اللہ خریدار ہے عثمانِ غنی کا
کیا لعل شکربار ہے عثمانِ غنی کا
قند ایک نمک خوار ہے عثمانِ غنی کا
سرکار عطا پاش ہے عثمانِ غنی کا
دربار دُرر بار ہے عثمانِ غنی کا
دل سوختو ہمت جگر اب ہوتے ہیں ٹھنڈے
وہ سایۂ دیوار ہے عثمانِ غنی کا
جو دل کو ضیا دے جو مقدر کو جِلا دے
وہ جلوۂ دیدار ہے عثمانِ غنی کا
جس آئینہ میں نورِ الٰہی نظر آئے
وہ آئینہ رُخسار ہے عثمانِ غنی کا
سرکار سے پائیں گے مُرادوں پہ مرادیں
دربار یہ دُربار ہے عثمانِ غنی کا

آزاد، گرفتارِ بلائے دوجہاں ہے
آزاد، گرفتار ہے عثمانِ غنی کا
بیمار ہے جس کو نہیں آزارِ محبت
اچھا ہے جو بیمار ہے عثمانِ غنی کا
اللہ غنی حد نہیں اِنعام و عطا کی
وہ فیض پہ دربار ہے عثمانِ غنی کا
رُک جائیں مرے کام حسن ہو نہیں سکتا
فیضان مددگار ہے عثمانِ غنی کا

العروة في الحج والعمرة

فتاویٰ حج وعمرہ

مؤلف

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی

(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

ناشر

جمعیتِ اشاعتِ اہلسنّت پاکستان